کتبخانہ جامعہ میر محمد اسحاق صاحب
معرفت - دارالانوار
قادیان
Qadian

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

فاروق
قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

شرح چندہ
سرپرستان ۔ معاونین ۔ عام ۔ طلباء ۔ ششماہی
عنام ۔ سے / ۔ صر / ۔ للعہ / ۔ عہ /
انڈیا سے باہر آٹھ روپے

جلد ۲۳ قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ صفر ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۳۸ء نمبر ۱۶

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت نسبتاً اچھی ہے۔ حضور چند ایام کے لئے آج ۲۷ اپریل کو ۳½ بجے بعد دوپہر کی ٹرین سے سندھ تشریف لے گئے ہیں۔ خدا حافظ۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت ناساز رہی۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔ اور بہت دعا کریں۔

(۳) احباب اگر ذرا بھی اپنے فرض کا احساس کریں کہ سلسلہ کے اخبارات کی اشاعت بڑھانا ان کا قومی فرض ہے۔ اور فاروق جو کہ اپنی طاقت سے بڑھ کر کام کر رہا ہے۔ ۱۶ صفحہ کا الفضل کے سائز پر پوری محنت سے مرتب کرکے باقاعدہ اپنی مقررہ تاریخوں پر ہفتہ وار شائع ہوتا ہے اسکی اشاعت جب تک ایک ہزار نہ ہو جائے۔ وہ اس طرح نہیں چل سکے گا۔ ہر ایک خریدار فاروق اگر توجہ و کوشش سے کم از کم ایک ایک خریدار جدید پیدا کر دیں۔ تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو کر ثواب و شکریہ کے مستحق ہوں گے۔ کیا میں امید کروں۔ کہ موجودہ خریدار اس ہلکی سی آواز پر کان دھریں گے۔

حدیث الرسولؐ

تمہارے سب قول اور فعل اللہ تعالیٰ کیلئے ہوں

از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ریاء الناس کے لئے خواہ کوئی کام بھی کیا جائے۔ اور اس میں کتنی ہی نیکی ہو۔ لیکن وہ بالکل بے سود اور الٹا عذاب کا موجب ہو جاتا ہے۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے۔ کہ ہمارے زمانے کے فقراء خدا تعالیٰ کے لئے عبادت کرنا ظاہر کرتے ہیں۔ مگر دراصل وہ خدا کیلئے نہیں کرتے۔ بلکہ مخلوق کے واسطے کرتے ہیں۔ انہوں نے عجیب عجیب حالات ان لوگوں کے لکھے ہیں وہ بیان کرتے ہیں۔ ان کے لباس کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اگر وہ سفید کپڑے پہنتے ہیں۔ تو سمجھتے ہیں۔ کہ عزت میں فرق آئے گا۔ اور یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ اگر میلے رکھیں گے۔ تو عزت میں فرق آئے گا۔ ایسے امراء میں داخل ہونے کے واسطے یہ تجویز کرتے ہیں۔ کہ اعلیٰ درجہ کے کپڑے نہیں مگر ان کو رنگ لیتے ہیں۔ اور ایسا ہی اپنی عبادتوں کو ظاہر کرنے کے لئے عجیب عجیب راہیں اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً روزہ کے ظاہر کرنے کے واسطے جب وہ کسی کے ہاں کھانے کے وقت پر پہنچتے ہیں۔ اور وہ کھانے کے لئے اصرار کرتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں کہ آپ کھائیے۔ میں نہیں کھاؤں گا۔ مجھے کچھ عذر ہے۔ اس فقرہ کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ مجھے روزہ ہے۔ اس طرح پر حالات ان کے لکھے ہیں۔ پس دنیا کی خاطر اور اپنی عزت و شہرت کے لئے کوئی کام کرنا خدا تعالیٰ کی رضامندی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اس زمانہ میں بھی دنیا کی ایسی ہی حالت ہو رہی ہے۔ کہ ہر ایک چیز اپنے اعتدال سے گر گئی ہے عبادات اور صدقات سب کچھ ریاکاری کے واسطے ہو رہے ہیں۔ اعمال صالحہ کی جگہ چند رسوم نے لے لی ہے۔ اس لئے رسوم کے توڑنے سے یہی غرض ہوتی ہے۔ کہ کوئی فعل یا قول قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف اگر ہو۔ تو اسے توڑا جائے۔ جبکہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور ہمارے سب اقوال و افعال اللہ تعالیٰ کے نیچے ہونے ضروری ہیں۔ پر ہم دنیا کی پروا کیوں کریں۔ جو فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو۔ اسکو دور کر دیا جاوے۔ اور چھوڑا جاوے جو حدود الٰہی اور وصایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے موافق ہوں۔ ان پر عمل کیا جاوے اور احیاء سنت اسی کا نام ہے۔ اور جو امور وصایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف نہ ہوں اور نہ ان میں ریاکاری مدنظر ہو۔ بلکہ بطور اظہار شکر و تحدیث بالنعمت ہوں۔ تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔ (الحکم)

درخواست دعا

خاکسار ایڈیٹر فاروق اپنے ہمدرد بھائیوں سے عرض کرتا ہے۔ کہ وہ خاص طور پر میری پریشانیوں کے دور ہونے کی دردِ دل سے دعا فرما کر مجھے شکرگذاری کا موقعہ بخشیں۔ تاکہ میں فاروق کے ذریعہ اطمینان سے خدمت سلسلہ کر سکوں۔

ورثہ کے متعلق ایک مسئلہ کی تحقیق کیلئے علمائے جماعت احمدیہ کو دعوت

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام کی ایک غرض یہ بھی ہے۔ کہ عقائد و مسائل کی ان غلطیوں کو صاف کیا جائے۔ جو کسی نہ کسی وجہ سے مسلمانوں میں رائج ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بہت سی غلطیوں کے متعلق تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے فتاوے کے ماتحت اصلاح ہو چکی ہے۔ لیکن ابھی تک بعض مسائل ایسے ہیں۔ جن میں تحقیق کی ضرورت ہے۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ جو بہت اہم اور وسیع الاثر ہے۔ وہ تقسیم ورثہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی یہ کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے۔ اور اس کے دوسرے بھائی موجود ہوں تو کیا اس کے والد کی وفات پر اس کے بچوں کو دادا کے ترکہ میں سے حصہ ملے گا؟

اس بارے میں عام طور پر اسلامی حکم یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ مذکورہ بالا صورت میں بچوں کو دادا کے ورثہ میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ مثلاً اگر ایک شخص زید نامی کے دو بیٹے بکر اور عمر نامی ہوں۔ اور ان میں سے عمر زید کی زندگی میں چند بچے چھوڑ کر فوت ہو جائے۔ تو عام فتوےٰ یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ اس صورت میں زید کی وفات پر زید کا سارا ترکہ جو بیٹوں کو ملنا تھا۔ وہ بکر لے جائیگا۔ اور عمر کے بچوں کو کوئی حصہ نہ ملے گا۔ اور موٹے طور پر اس مسئلہ کی بنیاد یہ دلیل قرار دی جاتی ہے۔ کہ پوتوں نے تو باپ کے واسطے سے دادا کے ترکہ میں سے حصہ لینا تھا۔ لیکن جب باپ کی وفات نے خود باپ کو ہی ورثہ سے محروم کر دیا۔ تو اس کے بچوں کو کہاں سے حصہ پہنچ سکتا ہے۔ قانونی اور منطقی رنگ میں یہ ایک بظاہر معقول دلیل ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ صورت اسلامی تعلیم کی روح کے خلاف نظر آتی ہے۔ کیونکہ اول تو جو اولاد حقیقت کے لحاظ سے دادا کی صحیح نسل ہے۔ اسے محض ایک اصطلاحی آڑ کی بناء پر ورثہ سے محروم کر دینا اسلامی عدل و انصاف کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے بیٹا خواہ باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے۔ مگر بالقوۃ طور پر وہ موجود رہتا ہے۔ اور اسکی اولاد اسکی قائم مقام ہے۔ جو محض اس کے مرنے کی وجہ سے دادا کی نسل سے خارج نہیں قرار دی جاسکتی۔

بہر حال یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ اور اب جبکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تقسیم ورثہ کو اسلامی شریعت کے مطابق قائم کرنے کی جماعت میں پُر زور تحریک فرمائی ہے۔ تو اس بات کی اشد اور فوری ضرورت ہے۔ کہ سلسلہ کے علماء اس مسئلہ کے متعلق اچھی طرح غور کر کے اسے صحیح اسلامی صورت میں قائم کر دیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اس مسئلہ کی تحقیق کا صحیح طریق یہ ہے۔ کہ مندرجہ ذیل عنوانوں کے ماتحت غور کیا جائے:۔

۱۔ قرآن شریف سے اس مسئلہ کے متعلق کیا استدلال ہوتا ہے؟

۲۔ حدیث اس مسئلہ میں کیا کہتی ہے۔

۳۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ کا تعامل کیا ثابت ہوتا ہے؟

۴۔ بعد کے ائمہ اسلام نے اس مسئلہ کے متعلق کیا کیا رائے ظاہر کی ہے۔

۵۔ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء کے کسی فتوے سے اس مسئلہ کے متعلق کوئی روشنی پڑتی ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے علماء اور مفتیان سلسلہ اس مسئلہ کے متعلق فوری تحقیق فرمائیں گے۔ تاکہ ان کی رائے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش کر کے حضور کا فیصلہ حاصل کیا جاسکے۔

اس نوٹ کے لکھنے کے بعد مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کسی کتاب میں اس مسئلہ کی عام مسلمہ صورت کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ میں نے یہ حوالہ نہیں دیکھا۔ لیکن اگر یہ درست ہے۔ تو بہر حال مندرجہ بالا تحقیق کے نتیجہ میں وہ حوالہ بھی سامنے آجائیگا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ بعض اوقات آپ کا یہ طریق ہوتا تھا۔ کہ ایک فقہی مسئلہ کو عامۃ المسلمین کی مسلمہ صورت میں نقل فرما دیتے تھے۔ اور اسجگہ آپ کی غرض یہ ہوتی تھی۔ کہ اس مسئلہ میں عام مسلمانوں کا یہ خیال ہے۔ اپنی ذاتی رائے اور تحقیق کا اظہار مقصود نہیں ہوتا تھا۔ بہرحال ہمارے دوست جب اس تحقیق میں قدم رکھیں گے۔ تو ساری حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔

انجمن ترقی اسلام کی ضروری تحریک

اسلام کو جس معاند سے ہندوستان میں مقابلہ ہے۔ وہ ہوشیار منظم متموّل اور مغربی طریق پراپاگنڈا اور تبلیغ و سیاست سے واقف ہے۔ اس کا یقین ہے۔ کہ سیاست ملکی میں وہ کامیاب ہو چکا ہے۔ اب اسکی تکمیل کے دوسرے پہلو زور سے جاری ہیں۔ چنانچہ ذیل کی تازہ خبریں بتاتی ہیں۔ کہ ہوا کا رُخ کدھر ہے۔ اور اسلام کی کشتی کو ہندوستان میں محفوظ و مصئون کر کے کنار سلامتی پر پہنچانے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ مارچ کے آخری ہفتہ میں شائع ہونے والے آریہ سماجی اخبارات۔ آریہ مسافر۔ آریہ گزٹ۔ پرکاشش۔ آریہ ویر میں شائع ہوا ہے:۔

"۵۰۴ غیر ہندوؤں کی شدھی۔ دیانند سالویشن مشن کی سرگرمیاں"۔ "دیانند سالویشن مشن ہوشیار پور کے انتھک کاریہ کرتاؤں کی کوششوں سے ماہ جنوری اور فروری میں ۵۰۴ غیر ہندو ہندو دھرم میں شامل ہوئے۔ اور دس عورتوں کو غنڈوں کی دست بُرد سے بچا کر رسیو ہوم میں پناہ دی گئی"۔

سالویشن کے معنی مکتی۔ غنڈہ کی اصطلاح مسلمان اور رسیو ہوم دار المحافظت یعنی آریہ سماج ادارہ تبلیغ و تحفظ ہے۔

(۲) پرکاشش ۳ / اپریل ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا ہے۔ کہ

"کرشنا دل امرت سر کی دلت سبھا نے سانبھ ریاست جموں میں ۵ کس سید خاندان کو شدھ کر کے (مرتد بنا کر) آریہ دھرم میں داخل کیا"۔

(۳) ۷ / اپریل کے پرتاپ میں رپورٹ ہے۔ کہ "بھارتی ہندو (۱) شدھی سبھا نے ۱۵۰ ملکانوں کو ضلع ایٹہ میں مرتد بنایا"۔

(۴) پرکاشش ۳ / اپریل ۱۹۳۸ء میں اعلان ہے کہ آل انڈیا بھارت ہندو شدھی سبھا نے "ماہ مارچ کے پرتھم سپتاہ (پہلے ہفتہ) میں ۵۲۹ شدھیاں (ارتداد) ضلع مظفر نگر و بلند شہر میں کی گئیں۔

مذکورہ بالا حوالجات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج کی مختلف انجمنیں مختلف حصص ملک میں اپنے تبلیغی سیاسی پروگرام کو تندہی سے پورا کر رہی ہیں۔ سکھوں کی منظم تبلیغی کوششیں اور عیسائیوں کے مختلف مشنز کی مساعی ان کے علاوہ ہیں۔ اس کے مقابل مسلمان کیا کرتے یا کر سکتے ہیں؟ ایسے سوال ہیں۔ جن کا جواب نظارت تبلیغ کی انجمن ترقی اسلام کا وجود اور خاموش مساعی ہیں۔

ضرورت ہے۔ کہ دوست سکرٹریان ترقی اسلام مقرر کر کے غیر احمدی دوستوں کو مالی و جانی تعاون پر آمادہ کریں۔ اختلاف عقائد رکھ کر بھی اس کام میں قادیان کی تنظیم کے ماتحت اس روحانی جد و جہد میں حصہ لینے اور اپنی مدد آپ کر کے ثواب حاصل کرنے پر آمادہ کریں۔ ترسیل زر محاسب صاحب کے نام اور خط و کتابت کا پتہ ہو۔

(سکرٹری ترقی اسلام نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

تحریک جدید کے وعدے جلد پورے کریں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ خدا تعالیٰ کے کام ہو کر رہیں گے۔ بندوں کی سستی یا غفلت ان میں کوئی ہرج پیدا نہیں کر سکتی وہ جو سستی کرتا ہے۔ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو خدا تعم کے فضلوں سے محروم کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کا دین زید یا بکر کا محتاج نہیں۔ اگر زید یا بکر پہلی آواز دینے والوں میں سے نہیں۔ تو خدا تعم دوسرے ثواب کی پہلی آواز بھی انہیں تک پہنچاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس آواز کو نہ سنیں۔ اور اسکی طرف سے اپنے کان بہرے کر لیں۔ تو پھر وہ دوسرے شخصوں کو آگے لے آتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے دین کی خدمت کریں۔ کہ خدا تعالےٰ کی فوج میں تھک جانے والے اور ملال پیدا کرنے والے اور ہتھیار پھینک دینے والے اور نتائج کے متعلق جلد بازی کرنے والے کبھی قبول نہیں ہوتے"۔

تحریک جدید سال چہارم کی مالی قربانی کے متعلق حضور کا یہ ارشاد ہے۔ کہ وعدوں کی ادائیگی مخلصین جماعت کو فوراً کر دینی چاہیئے۔

پس وہ احباب جن کے وعدے آخر سال میں ادا کرنے کے ہیں۔ وہ اسی غفلت میں وقت نہ گذار دیں۔ کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ گذشتہ سالہ تجربہ بتاتا ہے۔ کہ بالعموم ایسے دوست آخر وقت میں بھی ادا نہیں کر سکتے۔ اور ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔ خدا کا یہ بھی ارشاد ہے۔ کہ مالی قربانیوں کے لئے ماحول سائمۃ کے ساتھ پیدا کرنا چاہیئے۔

پس جن دوستوں کے وعدے سال کے آخر میں دینے والے ہیں۔ وہ نفس کے اس دھوکہ سے کہ سال کے آخر میں ادا کر دیں گے۔ بچ جائیں۔ اور بہتر ہوگا۔ کہ وہ اپنے وعدہ کی رقم اگر کسی وجہ سے یکمشت نہیں دے سکتے۔ تو قسط وار ادا کرنا شروع کر دیں۔

(فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فاروق

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۶

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء

چھوٹے بچوں کی تربیت کا بھی انتظام کیا جائے

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خطبہ جمعہ شروع کرنے سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ چونکہ آج جمعہ کی نماز کے بعد ہماری **مجلس شوریٰ کا اجلاس** ہونے والا ہے۔ اور درمیان میں اسکو ملتوی کرنا کام کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اسلئے جمعہ کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی انشاء اللہ جمع کی جائے گی۔ اس کے بعد میں اپنے گذشتہ خطبات کے سلسلہ میں آج پھر کچھ باتیں کہنی چاہتا ہوں۔

گذشتہ خطبات میں میں نے مجالس خدام الاحمدیہ کے متعلق بعض باتیں کہی تھیں۔ اور اسی سلسلہ میں میں آج پھر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ **قومی نیکیوں کے تسلسل کے قیام کیلئے** یہ ضروری ہوتا ہے۔ کہ اس قوم کے بچوں کی تربیت ایسے ماحول اور ایسے رنگ میں ہو۔ کہ وہ ان اغراض اور مقاصد کو پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں۔ جن اغراض اور مقاصد کو لے کر وہ قوم کھڑی ہوئی ہو۔ جب تک کسی قوم کا کوئی خاص مقصد اور مدعا نہیں ہوتا۔ اس وقت تک اس کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے نوجوانوں کو اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق کوئی تعلیم دلا دے۔ یا عام علوم سے واقفیت بہم پہنچا دے۔ یا بعض پیشے انہیں سکھا دے۔ جب کوئی قوم اتنا کام کر لیتی ہے۔ تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش سمجھی جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی قوم ایک **خاص مقصد اور مدعا** لے کر کھڑی ہوئی ہو۔ تو اس کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مقصد اور مدعا کو نوجوانوں کے ذہنوں میں پورے طور پر داخل کرے۔ اور ایسے رنگ میں ان کی عادات اور خصائل کو ڈھالے۔ کہ وہ جب بھی کوئی کام کریں۔ خواہ عادتاً کریں۔ یا بغیر عادت کے کریں۔ وہ اسی جہت کی طرف جا رہے ہوں۔ جس جہت کی طرف اس قوم کے اغراض و مقاصد اسے لئے جا رہے ہوں۔ جب تک کسی قوم کے نوجوان اس رنگ میں کام نہیں کرتے۔ اس وقت تک اسے ترقی حاصل نہیں ہوتی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب تشریف لائے ہیں۔ اس وقت عرب کا کوئی مذہب نہیں تھا۔ اس وجہ سے جو بات بھی آپ بیان فرماتے۔ وہ عربوں کے لئے نئی ہوتی۔ اور ان میں سے ہر شخص جو مسلمان ہوتا۔ اس بات کو ذہن میں رکھ کر مسلمان ہوتا تھا۔ کہ پچھلی تمام باتیں اس نے ترک کر دینی ہیں۔ پس اس زمانہ میں مسلمان ہونے کا مقصد اور مدعا آپ ہی آپ سامنے آجاتا تھا۔ اور کوئی خاص زور دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ یکدفعہ ہر شخص یہ فیصلہ کر لیتا تھا۔ کہ اسے اپنی گذشتہ تمام باتیں ترک کرنی پڑیں گی۔ اور **نئے مقاصد۔ نئی اغراض۔ نئی شریعت اور نئے احکام** اس کے سامنے ہوں گے۔ لیکن جب کوئی ایسا سلسلہ شروع ہو۔ جس کی بنیاد پہلے مذہب پر ہو۔ اور وہ خالص اصلاحی سلسلہ ہو۔ تشریعی نہ ہو۔ تو اس کے لئے اس مقام میں پہلی جماعتوں سے زیادہ دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض قسم کی دقتیں پہلی جماعت کو زیادہ ہوتی ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض قسم کی دقتیں اصلاحی سلسلہ کو زیادہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ انہی دقتوں میں سے ایک دقت یہ ہے۔ کہ ایسے سلسلہ کے افراد کو اس سلسلہ کے مقاصد اور اغراض سمجھانے کے لئے جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ جب نوجوانوں کو یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ تمہارا دین کوئی نیا دین نہیں۔ تو قدرتی طور پر ان کا ذہن یہ فیصلہ کر لیتا ہے۔ کہ **سوائے چند مستثنیات کے** جن میں ہمارے آباء نے غلطی کی۔ اور وہ اصل شریعت سے دور جا پڑے۔ ہر پچھلی چیز کو ہم نے قائم کرنا ہے۔ اس وجہ سے ان کے ذہن میں کوئی امتیازی بات نہیں آتی۔ اور وہ اس امر کے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ کہ ہم میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے۔ لیکن جب نیا دین ہو۔ یا پہلے دین کی بعض باتوں میں تغیر و تبدل ہو۔ تو وہ ہر قدم کے اٹھاتے وقت یہ پوچھ لیتے ہیں۔ کہ کیوں جی! یہ کام ہم نے اس طرح کرنا ہے۔ یا اس طرح **حضرت مسیح ناصری کے زمانہ میں** جب آپ کے متبعین کے دلوں میں فقیہوں اور فریسیوں کے متعلق یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ ہم ان کی باتوں کو مانیں یا نہ مانیں۔ اور انہوں نے حضرت مسیح ناصری سے یہی سوال کیا۔ تو چونکہ معلوم ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں شریعت موسویہ میں لوگوں نے راہ تغیر پیدا نہیں کیا تھا۔ چند نئی باتیں تھیں۔ جو حضرت مسیح نے اپنے پہاڑی وعظ میں بتا دیں۔ اس لئے حضرت مسیح نے فرمایا۔

"فقیہہ اور فریسی موسےٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو۔ اور مانو۔ لیکن ان کے سے کام نہ کرو۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ اور کرتے نہیں"۔ (متی ۲۳/۲و۳)

گویا بدعقیدگی ان میں کم تھی۔ اور بد اعمالی زیادہ تھی۔ اسی لئے آپ نے یہ ہدایت دی۔ کہ جو کچھ فقیہی اور فریسی کہتے ہیں۔ اس پر بے شک عمل کرو۔ مگر ان کے اعمال کی نقل نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ **ہمارے زمانہ کی حالت** اس زمانہ سے بالکل مختلف ہے۔ اس زمانہ میں مثلاً تورات میں بہت سے تغیرات کئے جا چکے تھے۔ مگر باوجود تغیرات کے اور باوجود تحریف و الحاق کے یہودی اس بات پر اصرار کرتے تھے۔ کہ ہماری کتاب محفوظ ہے۔ مگر ہمیں ایک ایسی قوم سے واسطہ پڑا ہے۔ جو اس کے بالکل الٹ چلتی ہے۔ یعنی تورات میں تو تبدیلی ہو چکی تھی۔ اور یہودی قوم یہ اصرار کرتی تھی۔ کہ اس میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ مگر قرآن جو کہ بالکل محفوظ ہے۔ اس کے متعلق مسلمان یہ کہتے ہیں۔ کہ اسکی کئی آیتیں منسوخ ہیں۔ اب یہ **کتنا عظیم الشان اختلاف** ہے اس زمانہ کے یہودیوں اور اس زمانہ کے مسلمانوں میں۔ وہ باوجود کتاب کے بگڑ جانے کے کہتے تھے کہ ہماری کتاب بالکل محفوظ ہے۔ اور مسلمان باوجود اس کے کہ خدا کہتا ہے۔ کہ اسکی حفاظت کے ہم ذمہ وار ہیں۔ اور اس کے ایک حرف اور ایک شعشہ کی تبدیلی بھی ناممکن ہے۔ مسلمان یہ کہتے ہیں۔ کہ اسکی بہت سی آیتیں منسوخ ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان میں **قرآنی احکام پر عمل کرنے کا جوش** باقی نہیں رہا۔ کیونکہ انہیں خداتعالےٰ کے کلام میں شک پیدا ہو گیا۔ اور جب کسی حکم کے متعلق شک پیدا ہو جاتا ہے۔ تو جوش عمل باقی نہیں رہتا۔ اور ہر آیت پر عمل کرتے وقت انسانی قلب میں یہ وسوسہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ جس آیت پر میں عمل کر رہا ہوں۔ یہ منسوخ ہی ہو۔ چنانچہ پانچ آیتوں سے لے کر چھ سو آیتوں تک منسوخ قرار دی جاتی ہیں۔ یعنی بعض علماء نے یہ کہا ہو۔ کہ قرآن کریم کی پانچ آیتیں منسوخ ہیں۔ اور بعض نے زیادہ یہاں تک کہ بعض علماء نے منسوخ آیات کی تعداد چھ سو تک پہنچا دی ہے۔ اب چھ سو آیتیں قرآن مجید کا ایک معتدبہ حصہ ہیں۔ جن کو اگر الگ کر لیا جائے۔ تو ایک خاصہ حصہ علیحدہ ہو جاتا ہے۔ مگر مسلمانوں کو اس امر کی کوئی پرواہ نہیں۔ ان کی کتابوں میں یہ باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ اور اب تک مسلمان اس کے قائل ہیں۔ شیعہ لوگوں نے گو اس رنگ میں قرآنی آیات کو منسوخ قرار نہیں دیا۔ مگر انہوں نے اتنا ضرور کہہ دیا ہے۔ کہ قرآن کریم کے بعض حصے اڑا لے گئے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کی ذات کے متعلق اور اسکی صفات کے متعلق مسلمانوں میں بیسیوں غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ شروع سے مسلمانوں میں یہ غلطیاں پائی جاتی تھیں۔ بلکہ قریب زمانہ میں آکر مسلمانوں میں یہ غلطیاں پیدا ہوئی ہیں۔ ورنہ **قرونِ اولےٰ کا لٹریچر** انہی عقائد کی تائید کرتا ہے۔ جو آج ہماری طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ سوائے اس حصہ قرآن کی تشریح کے جو اس زمانہ سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ موجودہ زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ قرآن کریم کے بعض حصے ایسے ہیں۔ جو پہلے زمانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بعض حصے ایسے ہیں۔ جو خصوصیت سے اس زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس جو حصہ قرآن کریم کا پہلے زمانہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس میں قرونِ اولیٰ کے صحابہ **آئمہ اور مجددین** ہماری ہی تائید میں نظر آتے ہیں۔ اور یہ تمام باتیں ان کی کتابوں میں اب تک موجود ہیں۔ گو بدقسمتی سے مسلمان انہیں بھول چکے ہیں۔ غرض اس وقت

نہ صرف مسلمانوں کے اعمال میں نقص ہے۔ بلکہ ان کے عقائد اور ان کے خیالات بھی قابلِ اصلاح ہیں ایسی حالت میں جب تک

نوجوانوں میں بیداری

پیدا نہ کی جائے۔ کہ وہ اپنا قدم پھونک پھونک کر رکھیں۔ اس وقت تک ہم میں بھی بعض غلطیاں پیدا ہونے کا امکان ہے۔

ہم ہمیشہ کہتے رہتے ہیں۔ اور یہی صحیح امر ہے۔ کہ قرآن کریم کی تبدیلی ناممکن ہے۔ ہم صرف ان غلطیوں کو دور کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ جو مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور چونکہ اس رنگ میں انسان بعض دفعہ سست بھی ہو جاتا ہے۔ اسلئے اپنے کام کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں بہت زیادہ بیداری اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔

میں نے بتایا تھا۔ کہ قوم کے نوجوانوں کے اندر اس قسم کی بیداری اور ہوشیاری پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ

ہر جگہ مجلس خدام الاحمدیہ قائم کی جائے

اور اس میں ایسے نوجوان شامل کئے جائیں۔ جو عملی رنگ میں اپنی ایسی اصلاح کرنے کے لئے تیار رہوں۔ کہ ان کا وجود دوسروں کے لئے نمونہ بن جائے۔ علاوہ ازیں بعض اور بھی نقائص ہیں۔ جو مسلمانوں میں پائے جاتے اور جو زمانہ کی مخفی رَو یا ورثہ کے اثرات کے ماتحت ہماری جماعت کے بعض افراد میں بھی پائے جاتے ہیں۔ ایسی مجالس کے قیام کی ایک غرض ان نقائص کو دور کرنا بھی ہوگی مثلاً ہندوستانی ایک عرصہ سے

غلامی کی زندگی

بسر کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور میں نے بارہا بتایا ہے کہ غلامی کی زندگی اپنے ساتھ بعض نہایت ہی تلخ اور ناخوشگوار نتائج لاتی ہے۔ مثلاً غلامی کی ذہنیت جن لوگوں کے اندر پیدا ہو جائے۔ وہ کبھی کوئی بڑا کام نہیں کر سکتے۔ فاتح اقوام ہمیشہ اس کوشش میں رہتی ہیں۔ کہ غیر حکومتوں کے مقابلہ میں ہماری تجارت اعلےٰ ہو۔ غیر حکومتوں کے مقابلہ میں ہماری دفاعی کوششیں مضبوط ہوں۔ غیر حکومتوں کے مقابلہ میں ہمارا تعلیمی معیار زیادہ بلند ہو۔ غیر حکومتوں کے مقابلہ میں ہماری صنعت و حرفت نہایت بلند پایہ ہو۔ اسی طرح اور بیسیوں باتیں ہیں۔ جو ان کے دلوں میں جوش پیدا کرتی رہتی ہیں۔ اور ہر سال ان باتوں پر جھگڑے رونما ہوتے رہتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں قوم میں بیداری اور بلند خیالی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر

غلام قوم کے معنے

یہ ہیں۔ کہ اسکی تمام جدوجہد صرف اس امر پر آکر ختم ہو جاتی ہے۔ کہ مزدوری کی۔ اور پیٹ پال لیا۔ یا مدرسے گئے۔ اور تعلیم حاصل کر لی۔ بظاہر یہ ایک آرام کی زندگی نظر آتی ہے۔ مگر دماغی لحاظ سے قتلِ عامہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ تمام قوم کا ذہن مُردہ کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ قوم مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسکی مثال بالکل اس طوطے کی سی ہو جاتی ہے۔ جسے کئی سال تک پنجرے میں بند رکھنے کے بعد جب آزاد کیا جاتا ہے۔ تو وہ ادھر ادھر پُھدک کر پھر پنجرے میں ہی آبیٹھتا ہے۔ کیونکہ اڑنے کی ہمت اس میں باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح غلام قوموں میں سستی اور غفلت کو امن اور آرام سمجھا جاتا ہے۔ اور

امنگوں کا فقدان

اس قوم میں اطمینان قرار پاتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی شخص یہ کہہ رہا ہوتا ہے۔ کہ میں بڑے اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ میرا دل امنگوں سے بالکل خالی ہے۔ اور جب وہ یہ کہتا ہے۔ کہ دیکھو مجھے کیسا امن اور چین نصیب ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ ہر قسم کی جدوجہد اور ترقی کے راستے میرے لئے مسدود ہو چکے ہیں۔ غرض ان

عیوب اور نقائص کو دور کرنا

بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ ہمیں جو تعلیم دی گئی ہے۔ وہ انسانی امنگوں اور جذبات کو کچلتی نہیں۔ بلکہ انہیں بڑھاتی اور ترقی دیتی ہے۔ وہ تعلیم ہمیں یہی بتاتی ہے۔ کہ خدا نے کسی انسان کو غلام نہیں بنایا۔ اور کوئی انسان کسی دوسرے کو غلام بنا بھی نہیں سکتا۔ جب تک وہ خود غلام نہ بن جائے۔ اس تعلیم کے ماتحت ہمیں یہ یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ ترقی کا جب کوئی ایک راستہ ہمارے لئے مسدود ہو جائے۔ تو اللہ تعالےٰ بعض اور راستے ہمارے لئے کھول دیتا ہے۔ اور اگر ہم ان راستوں کو اختیار کریں۔ تو بالکل ممکن ہے۔ کہ جو آج ہم پر افسر ہیں وہ کل ہمارے غلام ہو جائیں۔

مثلاً انہی ذرائع میں سے ایک ذریعہ تبلیغ ہے۔ یا اپنی

اخلاقی برتری کا ثبوت

مہیا کرنا ہے۔ دنیا میں اخلاقی برتری کے ہوتے ہوئے کبھی کوئی قوم غلام نہیں ہو سکتی۔ غلام قوم وہی ہوگی۔ جو اخلاق میں بھی پست ہوگی۔ ہمارے ملک میں عام طور پر انگریزوں کو بُرا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اگر ان بعض خیالات اور عقائد اور مستثنےٰ کر کے جن میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے۔ اور جن میں ہم انہیں غلطی پر سمجھتے ہیں۔ عملی رنگ میں ان کو دیکھا جائے۔ تو

ہندوستانی اور انگریز میں زمین و آسمان کا فرق

نظر آتا ہے۔ ایک انگریز کی کوشش۔ اسکی جدوجہد اس کی قربانی۔ اور اس کا ایثار اتنا نمایاں ہوتا ہے۔ کہ ایک ہندوستانی کی جدوجہد کی اس سے کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔ وہ یورپ سے چلتے اور ہندوستان میں آکر سالہا سال تک تبلیغ کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ پادری کیا ہیں۔ انگریزوں نے انہیں اپنے سیاسی غلبہ کے حصول کا ایک ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ پھر اگر ان کی تبلیغ کا ذکر آئے۔ تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اجی ان کی تبلیغ اپنے فائدہ کے لئے ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ وہ اپنے فائدہ کے لئے جو قربانیاں کرتے ہیں۔ کیا اس قسم کی قربانیاں ایک ہندوستانی نہیں کر سکتا؟ وہ چالیس چالیس پچاس پچاس۔ بلکہ ساٹھ ساٹھ سال تک ہندوستان میں رہتے ہیں۔ یہیں بوڑھے ہوتے۔ اور یہیں مر جاتے ہیں۔ اور واپس جانے کا نام تک نہیں لیتے۔ مگر ایک ہندوستانی یا تو آوارہ ہو کر گھر سے نکلے گا۔ یا اگر آوارہ نہ ہوگا۔ تو غیر ملک میں جانے کے

چند سال کے بعد ہی شور

مچانا شروع کر دے گا۔ کہ مجھے واپس بلوا لو۔ غرض یا تو وہ آوارہ ہو کر گھر سے نکلتا ہے۔ اور اگر آوارہ ہو کر گھر سے نہیں نکلتا۔ تو غیر ممالک میں ہمیشہ بے کل رہتا اور واپسی کے لئے کوشش کرتا رہتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں یورپین قومیں آوارہ ہو کر اپنے ممالک سے نہیں نکلتیں۔ وہ کام کے لئے نکلتی ہیں۔ اور پھر جب کسی دوسرے ملک میں اپنا کام شروع کر دیتی ہیں۔ تو گھبراتی نہیں۔ اور جو تکلیف بھی انہیں برداشت کرنی پڑے۔ اسے خوشی سے برداشت کرتی ہیں۔ مگر یہ نتیجہ ہے ان کی آزادی اور حریت کا اور ہمارے آدمیوں کی سستی اور غفلت نتیجہ ہے ان کی غلام ذہنیت کا۔ اگر یہ ذہنیت مٹ جاتی۔ اور وہ سمجھ لیتے۔ کہ

ترقی کا صرف ایک ہی ذریعہ نہیں ہوتا

بلکہ اور بھی بیسیوں ذرائع خدا تعالےٰ نے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ تو وہ سستی اور غفلت میں مبتلا ہونے کی بجائے جدوجہد کرتے اور ایثار اور قربانی سے کام لیتے۔ اور پھر دیکھتے کہ اس کے کیسے خوشگوار نتائج نکلتے ہیں۔ جیسے ہماری جماعت میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب ایک ایسا طبقہ پیدا ہو چکا ہے۔ جو یہ آواز سنتے ہی کہ آؤ اور خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دو۔ نہایت خوشی اور بشاشت کے ساتھ

اپنی زندگی وقف

کر دیتا اور غیر ممالک میں نکل جاتا ہے۔ چنانچہ بعض تو بغیر کسی سرمایہ کے غیر ممالک میں کام کر رہے اور نہایت اچھا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ تو مجالس خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض یہ ہے۔ کہ نوجوانوں کے سامنے وہ مقاصد رکھے جائیں۔ جن کے بغیر ان میں ارتقائی روح پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور جن کے بغیر جماعت کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ہمیں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس وقت ایک

ذہنی آزادی

عطا کی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم میں سے ہر شخص یہ یقین رکھتا ہے۔ کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت تک زندہ رہیں یا نہ رہیں لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہو سکتا) ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل ہوگی۔ بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی۔ اب یہ خیال ایک منٹ کے لئے بھی کسی سچے احمدی کے دل میں غلامی کی روح پیدا نہیں کر سکتا۔ جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں۔ تو ہم اسی یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں۔ کہ کل یہ نہایت ہی عجز اور انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔ ہم انگریزی قوم کو عارضی طور پر مسلمانوں پر غالب دیکھتے ہیں۔ مگر مستقل طور پر اسے اسلام کا غلام بھی دیکھ رہے ہیں۔ ہماری مثال اس وقت ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی بڑا آدمی جب کسی چھوٹے آدمی کے ہاں بطور مہمان جاتا ہے۔ تو کچھ عرصہ کے لئے وہ اس کے قوانین کا پابند ہوتا ہے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ خواہ کوئی کتنا بڑا آدمی ہو۔ جب کسی دوسری جگہ جائے۔ تو وہاں کے امام کے تابع ہو کر رہے۔ خواہ وہ امام چھوٹا ہی ہو۔ اسی طرح جب گورنر کسی دورہ پر جاتا ہے۔ تو گو وہ بڑا ہوتا ہے۔ مگر ڈپٹی کمشنر کی مرضی اور اس کے بنائے ہوئے پروگرام کے ماتحت اسے کام کرنا پڑتا ہے۔ حضرت عمرؓ جب شام میں گئے۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ جو وہاں کے امیر تھے۔ انہوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ کا پروگرام کیا ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ یہاں میرا پروگرام نہیں بلکہ تمہارا پروگرام ہوگا۔ اور جو کچھ تم کہو گے۔ اسی طرح میں کروں گا۔ اب حضرت عمرؓ کا اس وقت ایک قسم کی ماتحتی قبول کر لینا یہ معنے نہیں رکھتا۔ کہ حضرت عمرؓ نے دوسرے کی غلامی پسند کر لی۔ عمرؓ بہر حال عمرؓ تھے۔ وہ حاکم تھے۔ روحانی بادشاہ تھے۔ اور خلیفۂ وقت تھے۔ حضرت ابو عبیدہ ان کے تابع تھے۔ مگر تھوڑی دیر کے لئے حضرت عمرؓ نے بھی ان کی ماتحتی اختیار کر لی۔ اسی طرح ہم جو دنیوی حکام کو ملتے ہیں۔ تو اس رنگ میں ملتے ہیں۔ کہ انہیں اس وقت

عارضی طور پر ہم پر برتری

حاصل ہے۔ مگر ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں۔ کہ کل وہ ہمارے شاگرد ہوں گے۔ اور ہر قسم کی ترقی کے حصول کے سبق وہ ہم سے سیکھیں گے۔ اگر اسی خیال کو ہم اپنی جماعت کے افراد کے ذہنوں میں پورے طور پر زندہ رکھیں۔ اور اسے مضبوط کرتے چلے جائیں۔ تو ایک منٹ کے لئے بھی ہماری جماعت کے نوجوانوں کے دلوں میں

غلامی کا خیال پیدا نہیں ہوسکتا

جیسے اس بالا افسر کے دل میں غلامی کا خیال پیدا نہیں ہوسکتا۔ جو تھوڑی دیر کے لئے کسی چھوٹے افسر کے ہاں جاتا اور اس کے پروگرام کا پابند ہوجاتا ہے۔

پس جماعت کے تمام دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے ہاں نوجوانوں کو منظم کریں۔ اور ان کی ایک مجلس بنا کر خدام الاحمدیہ اس کا نام رکھیں اور انہیں سلسلہ کے وقار کے تحفظ اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے کام کرنے کی ترغیب دیں۔ گذشتہ خطبہ میں میں نے اس امر کی طرف جماعت کے دوستوں کو توجہ دلائی تھی۔ گو اتفاقی طور پر وقت زیادہ ہوجانے کی وجہ سے میں بعض باتیں بیان نہیں کرسکا تھا۔ اور میں نے کہا تھا۔ کہ اگلے خطبہ میں میں ان باتوں کو بیان کروں گا۔ اس وقت میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ اگلے جمعہ کو

تمام جماعتوں کے نمائندے

آنے والے ہیں۔ شاید آج اس مضمون کا کچھ حصہ رہ جانے میں یہی حکمت ہو۔ کہ میں جماعت کے تمام دوستوں کو براہ راست اس امر کی طرف توجہ دلاؤں۔ کیونکہ اخبار میں خطبہ کا پڑھ لینا اور بات ہے۔ اور زبان سے کوئی بات سننا اور اثر رکھتا ہے۔ پس اب چونکہ تمام جماعتوں کے نمائندے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اسلئے میں ان سے خواہش کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں جاکر نوجوانوں میں یہ تحریک کریں۔ کہ وہ خدام الاحمدیہ نام کی مجالس قائم کریں۔ اس مجلس کے قواعد میں تجویز کر رہا ہوں۔ اور

بعض موٹے موٹے قواعد

جو میں نے بتائے تھے۔ وہ تو غالباً مجلس خدام الاحمدیہ کے ارکان نے شائع بھی کر دیئے ہیں۔ لیکن بہرحال تفصیلی قواعد انہیں پہنچ جائیں گے اس وقت اس کے ایک اور حصہ کی طرف میں جماعت کے دوستوں کو بالخصوص مرکزی مجلس خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ نوجوانی میں بے شک خدمت دین کا کام کرنا اچھا ہوتا ہے کیونکہ ادھیڑ عمر میں بعض دفعہ انسان ان کاموں کے کرنے کی ہمت کھو بیٹھتا ہے۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر ایک اور کام ہے۔ اور وہ یہ کہ

بچوں کے اندر

بھی یہی جذبات اور یہی خیالات پیدا کئے جائیں کیونکہ بچپن میں ہی اخلاق کی داغ بیل پڑتی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض کاموں کی داغ بیل جوانی میں پڑتی ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض کاموں کی داغ بیل بچپن میں پڑتی ہے جوانی میں جن کاموں کی داغ بیل پڑتی ہے۔ وہ بالعموم عملی ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ انسان کا ذہن

بُرے اور بھلے کی تمیز

کر لیتا ہے۔ مگر قومیں صرف بُرے اور بھلے کی تمیز سے ہی ترقی نہیں کیا کرتیں۔ بلکہ قوم کی ترقی کے لئے اچھی عادتوں کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے بے شک عادت بعض لحاظ سے نقصان رساں بھی ہوتی ہے۔ مگر عادت درحقیقت قومی ترقی کا ایک ضروری حربہ بھی ہوتی ہے۔ کسی قوم کو

نیک اخلاق کی عادت

ڈال دو۔ وہ خود بخود باقی اقوام پر غالب آنے لگ جائے گی۔ اسی طرح جب کسی قوم میں بدعادات پیدا ہو جائیں۔ وہ خود بخود گرتی چلی جاتی ہے۔ اور اگر اسے کسی بات کی بھی عادت نہ ڈالو۔ تو اس قوم میں ایک تزلزل رہے گا۔ کبھی اخلاقی رَو غالب آگئی۔ تو وہ ترقی کر جائے گی۔ اور اگر اخلاقی رَو دب گئی۔ تو وہ گر جائے گی۔ تو اصل حقیقی چیز یہ ہے۔ کہ اچھی عادت بھی ہو۔ اور علم بھی ہو۔ مگر یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے۔ جب عادت کے زمانہ کی بھی اصلاح کی جائے۔ اور علم کے زمانہ کی بھی اصلاح کی جائے۔

عادت کا زمانہ

بچپن کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور علم کا زمانہ جوانی کا زمانہ ہوتا ہے۔

پس خدام الاحمدیہ کی ایک شاخ ایسی بھی کھولی جائے۔ جس میں پانچ چھ سال عمر کے بچوں سے لے کر ۱۵-۱۶ سال کی عمر تک کے بچے شامل ہوسکیں۔ یا اگر کوئی اور حدبندی تجویز ہو۔ تو اس کے ماتحت بچوں کو شامل کیا جائے۔ بہرحال

بچوں کی ایک الگ شاخ

ہونی چاہیئے۔ اور ان کے الگ نگران مقرر ہونے چاہئیں۔ مگر یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ان بچوں کے نگران نوجوان نہ ہوں۔ بلکہ بڑی عمر کے لوگ ہوں۔

پس خدام الاحمدیہ کو اس مقصد کے ماتحت اپنے اندر کچھ

بوڑھے نوجوان

بھی شامل کرنے چاہئیں۔ یعنی ایسے لوگ جن کی عمریں گو زیادہ ہوں۔ مگر ان کے دل جوان ہوں۔ اور وہ خدمت دین کے لئے نہایت بشاشت اور خوشی سے کام کرنے کے لئے تیار رہوں۔ ایسے لوگوں کے سپرد

بچوں کی نگرانی

کی جائے۔ اور ان کے فرائض میں یہ امر داخل کیا جائے۔ کہ وہ بچوں کو پنجوقتہ نمازوں میں باقاعدہ لائیں۔ سوال و جواب کے طور پر دینی اور مذہبی مسائل سمجھائیں۔ پریڈ کرائیں۔ اور اسی طرح کے اور کام ان سے لیں۔ جن کے نتیجہ میں محنت کی عادت۔ سچ کی عادت۔ اور نماز کی عادت ان میں پیدا ہو جائے۔ اگر یہ

تین عادتیں

ان میں پیدا کر دی جائیں۔ تو یقیناً جوانی میں ایسے بچے بہت کارآمد اور مفید ثابت ہوسکتے ہیں۔

پس بچوں میں محنت کی عادت پیدا کی جائے سچ بولنے کی عادت پیدا کی جائے۔ اور نمازوں کی باقاعدگی کی عادت پیدا کی جائے۔

نماز کے بغیر اسلام کوئی چیز نہیں

اگر کوئی قوم چاہتی ہے۔ کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں میں اسلامی روح قائم رکھے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ اپنی قوم کے ہر بچہ کو نماز کی عادت ڈالے۔ اسی طرح

سچ کے بغیر اخلاق درست نہیں ہوسکتے

جس قوم میں سچ نہیں۔ اس قوم میں اخلاقِ فاضلہ بھی نہیں۔ اور محنت کی عادت کے بغیر سیاست اور تمدن کوئی چیز نہیں۔ جس قوم میں

محنت کی عادت

نہیں۔ اس قوم میں سیاست اور تمدن بھی نہیں گویا یہ تین معیار ہیں۔ جن کے بغیر قومی ترقی نہیں ہوتی۔

پس خدام الاحمدیہ کے ارکان کو چاہیئے۔ کہ اپنی ایک شاخ بچوں کی بھی قائم کریں۔ مگر ان کے نگران ایسے لوگ مقرر کریں۔ جو کم سے کم چالیس سال کے ہوں۔ اور بہتر ہوگا۔ اگر وہ اس سے بھی زیادہ عمر کے ہوں۔ اور اپنے اندر ہمت اور استقلال رکھتے ہوں۔ ان کے سپرد یہ کام کیا جائے۔ کہ وہ بچوں کو اپنی نگرانی میں کھلائیں۔ انہیں وقت ضائع کرنے سے بچائیں۔ نمازوں کے لئے باقاعدہ لے جائیں۔ اور

اخلاق فاضلہ

ان میں پیدا کریں۔ اور گو تفصیلی طور پر تمام اخلاق کا پیدا کرنا ہی ضروری ہے۔ مگر یہ تین باتیں خاص طور پر ان میں پیدا کی جائیں۔ یعنی نمازوں کی باقاعدگی کی عادت۔ سچ کی عادت اور محنت کی عادت۔ باقی ہمارے ملک میں بعض اور بھی

اخلاقی خرابیاں

ہیں۔ جن کا دُور کرنا ضروری ہے۔ مثلاً ہمارے ملک میں گالی دینے کا عام طور پر رواج ہے۔ اور اس میں شرم و حیا سے کام نہیں لیا جاتا۔

مجھے یاد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو جب چوٹ لگی۔ تو مرہم پٹی کرنے کے لئے ایک مخلص دوست مقرر تھے۔ مگر ان کی زبان پر بہن کی گالی بہت چڑھی ہوئی تھی۔ ایک دن جبکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس ہم سب بیٹھے ہوئے تھے۔ اور باہر سے بھی کچھ مہمان آئے ہوئے تھے۔ ایک دوست نے برسبیل تذکرہ دریافت کیا۔ کہ ابھی حضرت صاحب کا زخم اچھا نہیں ہوا۔ اس پر وہ بے اختیار زخم کو بہن کی گالی دے کر کہنے لگے۔ یہ اچھا ہونے میں آتا ہی نہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اس وقت سامنے بیٹھے تھے۔ اور باقی سب دوست بھی موجود تھے۔ ان کے مُنہ سے جب اس مجلس میں یہ گالی نکلی۔ تو ہم سب پر ایک سکتے کی حالت طاری ہوگئی۔ مگر پھر ہم یہی سمجھ کر خاموش ہو رہے۔ کہ ان بیچاروں کو اس گالی کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ تو

گالی دینے کی عادت

بھی جب کسی شخص میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا مٹانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اور کئی قسم کی بُری عادتیں ہیں۔ جو ہمارے ملک میں لوگوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔ ان عادتوں کو مٹا کر ان کی جگہ اگر نیک عادتیں پیدا کر دی جائیں۔ تو لازماً قوم کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

پس مجلس خدام الاحمدیہ کے ارکان کا صرف یہی فرض نہیں۔ کہ وہ نوجوانوں کی اصلاح کریں۔ بلکہ ان کا ایک فرض یہ بھی ہے۔ کہ وہ

بچوں کی اصلاحی شاخ الگ قائم کریں

اور اس کے ذریعہ جو چھوٹی عمر کے بچے ہیں۔ ان کی تربیت کریں۔ میں اس کے لئے بھی انشاء اللہ تعالیٰ انہیں قواعد تیار کر دوں گا۔ سردست جو تین باتیں میں نے بتائی ہیں۔ ان پر انہیں عمل کرنا چاہیئے۔ یعنی بچوں میں نماز کی عادت۔ سچ کی عادت اور محنت کی عادت پیدا کرنی چاہیئے۔ محنت کی عادت میں آوارگی سے بچنا خود بخود آجاتا ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ یہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ بھی اور بیرونی جماعت کی مجالس بھی ان اصول کے ماتحت اپنے کام کو محنت سے سرانجام دینگی۔ اور خدمت خلق کے کام کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھینگی میں نے بارہا بتایا ہے۔ کہ خدمت خلق کے کام میں جہاں تک ہوسکے۔ وسعت اختیار کرنی چاہیئے۔ اور مذہب اور قوم کی حدبندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دُور کرنا چاہیئے۔ خواہ وہ ہندو ہو۔ یا عیسائی ہو۔ یا سکھ

ہمارا خدا رب العالمین ہے۔ اور جس طرح اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اسی طرح اس نے ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کو بھی پیدا کیا ہے۔

پس اگر خدا ہمیں توفیق دے۔ تو

ہمیں سب کی خدمت کرنی چاہیئے

یہاں قادیان میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے ہم عارضی طور پر ہندوؤں سے سودا نہیں خریدتے۔ مگر بیسیوں ہندو اور سکھ ہمارے پاس امداد کے لئے آتے رہتے ہیں۔ اور ہم ہمیشہ ان کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

ایک دفعہ کانگرس کی ایک مشہور لیڈر یہاں آئیں۔ اور انہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ یہاں کے ہندوؤں کو بہت تکلیف ہے۔ میں نے کہا۔ میں ایسی بیسیوں مثالیں دے سکتا ہوں۔ جب یہ ہندو میرے پاس آئے۔ اور میں نے ان کی امداد کی۔ اور ان پر بڑے بڑے احسان کئے۔ چنانچہ بعض واقعات میں نے انہیں بتائے بھی۔ وہ میری باتیں سنکر حیران ہو گئیں۔ اور کہنے لگیں۔ یہ بات ہے۔ میں نے کہا۔ آپ ان سے پوچھ لیجئے۔ کہ آیا فلاں فلاں مواقع پر میں نے ان کی مدد کی ہے۔ یا نہیں۔ اور اب بھی میں ان کے ساتھ موقع ملنے پر حسن سلوک ہی کرتا ہوں۔ مگر انہوں نے پھر ہندوؤں سے پوچھا نہیں شاید میری بات پر ہی اعتماد کر لیا۔ یا انہیں پوچھنے کا موقع نہ ملا۔ تو

حسن سلوک

میں کسی مذہب کی قید نہیں ہونی چاہیئے۔ اور جو شخص بھی اس قسم کے حسن سلوک میں مذہب کی قید لگاتا اور اپنے ہم مذہبوں کی خدمت کے کام کرنا تو ضروری سمجھتا مگر غیر مذہب والوں کی خدمت کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ وہ اپنا نقصان آپ کرتا اور دنیا میں لڑائی جھگڑے کی روح پیدا کرتا ہے۔ پھر جو تبلیغی جماعتیں ہوتی ہیں۔ ان کے لئے تو یہ بہت ہی ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ ساری قوموں سے حسن سلوک کریں۔ اور کسی کو بھی اپنے دائرہ احسان سے باہر نہ نکالیں۔ تا تمام قومیں ان کی مداح بنیں۔ پس وہ خدمت خلق کے کاموں میں مذہب و ملت کے امتیاز کے بغیر حصہ لیں۔ اور جماعت کے جو اغراض اور مقاصد ہیں۔ ان کو ایسی وفاداری کے ساتھ لے کر کھڑے ہو جائیں۔

کہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں

ان کے لئے اپنی جان قربان کر دینا کوئی دوبھر نہ ہو۔

جب کسی قوم کے نوجوانوں میں یہ روح پیدا ہو جائے۔ کہ

قومی اور مذہبی مقاصد کی تکمیل

کے لئے جان دے دینا وہ بالکل آسان سمجھنے لگیں۔ اس وقت دنیا کی کوئی طاقت انہیں مار نہیں سکتی۔ جس چیز کو مارا جا سکتا ہے۔ وہ جسم ہے۔ مگر جس شخص کی روح ایک خاص مقصد لے کر کھڑی ہو جائے۔ اس روح کو کوئی فنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ بلکہ ایسی قوم کا اگر ایک شخص مرے۔ تو اسکی جگہ دس پیدا ہو جاتے ہیں۔ میں ہمیشہ یہ سمجھا کرتا ہوں۔ کہ قصے کہانیوں میں جو یہ ذکر آتا ہے۔ کہ فلاں نے ایک دیو مارا۔ تو اس کے خون کے قطروں سے دس دیو اور پیدا ہو گئے۔ یہ ذہنی قتل کے ناممکن ہونے کو ایک تمثیل کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اس میں یہی بتایا گیا ہے۔ کہ جب کسی قوم کے ذہن میں راسخ طور پر کوئی نیک عقیدہ پیدا ہو جائے۔ اس وقت اسے کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ اور اگر اس قوم کے کسی فرد پر کوئی شخص ہاتھ اٹھاتا اور اسے قتل کرتا ہے۔ تو اسکی موت

ایسی شاندار موت

ہوتی ہے۔ کہ ہزاروں اس کے قائم مقام پیدا ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں ہمیشہ یہ نظارہ نظر آیا ہے۔ اور اب بھی یہ نظارہ نظر آسکتا ہے۔ بشرطیکہ ہمارے نوجوان یہی روح اپنے اندر پیدا کریں۔ پھر نہ انہیں وطن میں کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ غیر ملک میں ان کو کوئی مٹا سکتا ہے کیونکہ وہ اس روح کے نتیجہ میں وہی لوگ بن جائینگے جن کو اسی دنیا میں خدا تعالےٰ ایسی زندگی دے دیتا ہے۔ جس پر موت نہیں آتی۔ اور ایسی حیات دے دیتا ہے۔ جس پر فنا طاری نہیں ہوتی۔

چونکہ اب نماز کے بعد مجلس شوریٰ کا اجلاس ہونے والا ہے۔ اسلئے میں خطبہ کو اسی پر ختم کرتا ہوں۔ اور

اللہ تعالےٰ سے دعا

کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمارے نوجوانوں کو فرض شناسی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جماعت کے دوسرے افراد کے دلوں میں بھی ایسی روح پیدا کرے۔ کہ وہ دوبارہ اسی اسلام کو دنیا میں قائم کر کے دکھا دیں۔ جس اسلام کو آج سے تیرہ سو سال سے پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قائم فرمایا تھا۔ (الفضل)

نوٹس۔ آپ کے ذمہ جو اخبار کا چندہ ہے وہ جلد ارسال فرما کر ثواب حاصل کریں۔

(منیجر فاروق)

موت ایک غیر طبعی عارضہ ہے

ہمیں موت پر نہیں بلکہ بڑھاپے پر فتح حاصل کرنی چاہیئے

ایک ماہر طب کے خیالات

حفظ صحت کے اصول و قواعد پر عمل پیرائی کا جہاں یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ زندگی کے دن سہولیت و راحت اور اطمینان و مسرت سے گزرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انسان عمر درازی کی لیلائے دلنواز سے ہمکنار ہونے کا شرف حاصل کر سکتا ہے۔

مشرق تو ابھی تک تقدیر کے چکر میں پڑے رہنے کی وجہ سے عمر دراز کو انسانی حیطۂ اختیار سے بالاتر سمجھتا ہے۔ مگر مغرب نہ صرف عمر دراز بلکہ حیات جاوید کے چشمہ کی تلاش میں مصروف ہے۔ مغرب کے مشہور ترین ڈاکٹر سرج وردناف نے علمی دنیا میں یہ نظریہ پیش کیا ہے۔ کہ بڑھاپا اور موت غیر طبعی چیزیں ہیں۔ یعنی یہ ضروری نہیں۔ کہ انسان پر پیرانہ سالی اور موت وارد ہوں۔ اور اگر ہم چاہیں۔ تو ان سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ڈاکٹر موصوف نے بعض نہایت اہم مقالات لکھے ہیں۔ جو نہایت دلچسپ اور بکار آمد ہیں۔ ہم ان میں سے ایک اہم مقالہ کا اختصار شائع کرتے ہیں۔

”عمر کو کس حد تک طویل کیا جا سکتا ہے۔ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہمیں یہ غور کرنا ہوگا۔ کہ انسان کی عمر طبعی کیا ہے۔ اور اعضاء کے متواتر استعمال اور تکان سے شمع حیات کس وقت خاموش ہو جاتی ہے۔ عجیب بات یہ ہے۔ کہ اس کا جواب ہمیں معلوم نہیں۔ مشہور سائنسدان فلورنس نے یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ انسان کی طبعی عمر ایک سو چالیس سال ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ دودھ دینے والے جانور اس وقت سے سات گنا عرصہ تک زندہ رہتے ہیں۔ جس عرصہ میں ان کا نشو و نما مکمل ہوتا ہے۔ انسانی نشو و نما بیس سال تک ہوتا ہے اس لئے اسکی عمر ۱۴۰ سال ہونی چاہیئے۔

مگر ڈاکٹروں نے آج تک ایک بھی شخص کو ایسا نہیں پایا۔ جو طبعی موت سے مرا ہو۔ یعنی قوت حیات اور حرارت غریزی کے اختتام کی وجہ سے موت واقع ہوئی ہو۔ جن لوگوں نے سو سال سے زیادہ عمر حاصل کی ہے۔ وہ بھی اسلئے نہیں مرتے کہ ان کی حرارت غریزی ختم ہو گئی۔ بلکہ تشریح بعد الوفات (پوسٹ مارٹم) سے معلوم ہؤا۔ کہ کسی مرض یا مرضی تغیر کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوئی ہے۔ وگرنہ ان کے کریات حیات میں ذخیرہ قوت ختم نہیں ہؤا تھا۔ اور اگر مرض پیدا نہ ہوتا۔ تو وہ بھی اور زندہ رہ سکتے تھے۔ اس سے معلوم ہؤا۔ کہ ہم حرارت غریزی اور قوت حیات کے ختم ہونے کی وجہ سے طبعی موت نہیں مرتے۔ بلکہ امراض سے غیر طبعی طور پر ہلاک ہوتے ہیں۔

مگر ہم بوڑھے ہونے پر خصوصاً ستر سے اسّی سال کی عمر میں کیوں امراض کا جلد شکار ہوتے ہیں۔ جبکہ ہم جوانی میں ان امراض سے کم ہلاک ہوتے ہیں؟ جواب واضح ہے۔ کہ جوانی میں قوت حیات قوت مدافعت اور حرارت غریزی بکثرت ہوتی ہیں۔ مگر زیادہ عمر ہونے پر قوت مدافعت اس قدر نہیں رہتی۔ کہ وہ حیات کش مرض کو دور کر سکے۔ اس سے معلوم ہؤا۔ کہ موت اس مخصوص حالت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جسے بڑھاپا کہتے ہیں اس حالت میں عام ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ہمارے تمام اقوائے و افعال میں اضمحلال پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں موت کے خلاف نہیں بلکہ بڑھاپے کے خلاف جنگ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ موت صرف ایک غیر طبعی حادثہ ہے۔

پھر یہ کیا ممکن ہے۔ کہ ہم بڑھاپے کو دور کر سکیں۔ اور ہمیشہ جوان رہ سکیں۔ اور اس طرح اپنی عمر کو اس قدر طویل کریں۔ کہ موت صرف اس وقت آئے۔ جب ہم طویل اور سرگرم زندگی سے تنگ آ جائیں۔ اور دائمی سکون کی آغوش میں جانا چاہیں۔

اس عجیب و غریب سوال کا جس میں زندگی کی آرزو۔ پیرانہ سالی کا خطرہ عضووی و ذہنی انہدام اور موت کا خوف شامل ہیں۔ حیرت انگیز جواب اثبات میں ہے۔

یعنی بڑھاپے کو دور کر سکتے ہیں۔ ہمیشہ جوان رہ سکتے ہیں۔ اور ہم موت کو دور کر سکتے ہیں۔

اس بیان کی حقیقت کو سمجھنے اور میرے اس عقیدے میں شرکت کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم نظام بدن کے طلسم اور اس افعال کی ماہیت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

اس کے بعد ڈاکٹر موصوف نے اعضاء اور کریات حیات پر بحث کی ہے۔ اور یہ بتلایا ہے۔ کہ کریات حیات مختلف غدود سے رطوبت حاصل

کرتے رہتے ہیں۔ ۶۰ سال کی عمر کے بعد کریات کو یہ رطوبت کم میسر آتی ہے۔ اور اسی وجہ سے قوائے وافعال میں اضمحلال شروع ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اگر ہم ان غدودوں کی جگہ جوانی کے غدود بدل سکیں۔ تو کریات حیات کو پھر یہ رطوبت میسر آ سکے۔ اور وہ حسب سابق کام کر سکیں گے۔ اس کے بعد وہ تحریر کرتے ہیں۔ میں نے دس سال اسکی تجسس کی۔ اور آخر کامیاب ہؤا۔ آج سینکڑوں آدمی تقلیم غدود (یعنی بدن میں غدودوں کا قلم لگانا) سے شباب حاصل کر چکے ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اس عمل سے انسان کی عمر بڑھ چکی ہے۔ تاہم اس کا تجربہ نہیں ہؤا۔ کیونکہ جن لوگوں پر میں نے عمل کیا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ پیرانہ سال ۸۲ برس کا تھا۔ اور میرا پہلا عملیہ ۱۹۲۰ء میں ہؤا تھا۔ اس چیز کا مشاہدہ کرنے کے لئے ہمیں کچھ عرصہ مزید انتظار کرنا پڑے گا۔

اگرچہ ابھی انسانوں کی نسبت تجربہ نہیں ہؤا۔ تاہم حیوانوں میں یہ تجربہ ہو چکا ہے۔ ۱۹۱۸ء میں بعض مینڈھوں پر میں نے یہ عمل کیا تھا۔ یہ مینڈھے بارہ سے چودہ سال کی عمر کے درمیان تھے۔ جو ان کا پورا بڑھاپا ہوتا ہے۔ ان کے دانت گر چکے تھے۔ ان کی آنکھوں کی روشنی کم ہو چکی تھی۔ وہ بہت کمزور تھے۔ اور ان پر پیری کے تمام آثار طاری تھے۔ غرض وہ پوست اور ہڈیوں کے ڈھانچ تھے۔

ان میں سے ایک مینڈھے کی تصویر دی گئی ہے۔ مینڈھے کی عمر زیادہ سے زیادہ چودہ پندرہ سال ہوتی ہے۔ اس مینڈھے پر بارہ سال کی عمر میں عملیہ کیا گیا۔ اس وقت وہ بے حد مضمحل کمزور اور بوڑھا تھا۔ عملیہ کے بعد وہ جوان اور طاقتور ہو گیا۔ اب وہ کالج ڈی فرانس میں ہے۔ اسکی عمر تیس سال سے زیادہ ہے۔ اس سے تین بچے بھی حاصل کئے جا چکے ہیں۔ اور ابھی وہ طاقتور ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ وہ اپنی عمر سے دگنی عمر حاصل کرے گا۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے۔ کہ جب تقلیمی غدود پر بھی پیرانہ سالی کا اثر شروع ہؤا۔ تو میں نے دوسری دفعہ عملیہ کیا۔ اس سے پھر وہی اثر پیدا ہؤا۔ اسی طرح جب بھی بڑھاپا نمودار ہو۔ اس اکسیر شباب سے دور کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے یقیناً وہ وقت آنے والا ہے۔ جب ہم صرف اسی وقت مرا کریں گے۔ جب زندگی سے اکتا جائیں گے اور مرنا پسند کیا کریں گے۔

یہ خیالات صرف ڈاکٹر وردناف کے ہی نہیں۔ بلکہ بعض دوسرے ڈاکٹر بھی اس کے ہمنوا ہیں۔ چنانچہ نیویارک میں درازی عمر کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں ڈاکٹر چارلس نے ایک دلچسپ خیال کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم انسان کی زندگی کو صدیوں تک بڑھا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کے نمو کو جوانی اور بڑھاپے کے شروع ہونے سے پہلے روک نہ دیا جائے۔

حیوانی اور نباتی نقطۂ خیال سے نمو عمر کا دوسرا نام ہے۔ اور جب نمو بند ہو جاتا ہے۔ تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ بڑھاپا بقول ڈاکٹر چارلس جسم کے مختلف احشاء کے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنے کی کمی کا نتیجہ ہے۔ اور یہ کمی ۲۵ سال کی عمر سے شروع ہوتی ہے۔ اگر یہ کمی روکی یا بند کی جا سکے۔ جیسا بچپن کی حالت میں اس کا روکا جانا ممکن ہے۔ تو بڑھاپا قطعی معدوم ہو سکتا ہے۔ موجودہ تحقیقات سے معلوم ہؤا کہ اندرونی اخز کے مواد خماریہ ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت سے کام کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نمو ہوتی رہتی ہے۔ اور بڑھاپا نہیں آتا یاد رہے۔ کہ بڑھاپا اس بات کا نتیجہ نہیں۔ کہ انسان کے برسوں زندہ رہنے کی وجہ سے اس کے احشاء گھل جاتے ہیں۔ یا کمزور ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھاپا احشاء کے ایک دوسرے سے مل کر مناسبت سے کام نہ کرنے کا نام ہے۔

درازی عمر کے طریقے

اگرچہ مغرب ابھی تک عمر نوح حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہؤا۔ تاہم وہ اسکی تلاش میں چشمۂ حیوان کے قریب ضرور پہنچ چکا ہے اور بہت ممکن ہے۔ کہ مستقبل قریب میں اسکی مجنونانہ طلب لیلائے مقصود سے ہمکنار ہو جائے اور اگرچہ ابھی عمر ہزار سالہ کے حصول میں کامیابی نہیں ہوئی۔ تاہم عمر صد سالہ کے حصول میں متعدد اصحاب کامیاب ہو چکے ہیں۔ اسلئے ہمیں ان حضرات کی کامیابی کا راز معلوم کرنا چاہیئے۔

آخر وہ اسم اعظم کیا ہے۔ جس کے ورد سے یہ محدودے چند اشخاص اس طلسم مخفی کے عقدۂ لاینحل کو وا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ان کامران و فائز المرام ہستیوں کے حالات و مقالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اعظم اعتدال ہے۔ اکل و شراب میں اعتدال۔ جذبات میں اعتدال۔ کاروبار میں اعتدال۔ خواب میں بیداری میں اعتدال۔ جسمانی محنت اور ورزش میں اعتدال۔ ذہنی و دماغی محنت میں اعتدال اور ہر چیز میں اعتدال۔

بعض اصحاب اعتدال کے نام سے گھبرا جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ کون عمر بھر اس طریق خشک کی پیروی کرے۔ اس پابندی کی زندگی سے موت اچھی ہے۔

مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ اعتدال سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ وہ زاہدانہ اور راہبانہ زندگی بسر کریں۔ بلکہ اس سے مقصود یہ ہے۔ کہ لذات دنیوی سے بہرہ اندوز ہو۔ مگر اعتدال کو ملحوظ رکھو۔ مثلاً کھانے کے متعلق یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ لذیذ کھانے کھانا چھوڑ دو بلکہ صرف یہ ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ ضرور کھاؤ۔ مگر پیٹ کی گنجائش سے زیادہ نہیں۔ بعض اشخاص سمجھتے ہیں۔ کہ عمر دراز کے لئے گوشت کھانے کی ممانعت ہے۔ فی الحقیقت ممانعت نہیں۔ بلکہ اعتدال کی شرط ہے۔

وینس کے ایک نود سالہ پروفیسر کا بیان ہے۔ کہ میں جوانی میں کھانے پینے میں بہت غیر معتدل تھا۔ اسلئے ہمیشہ بیمار رہتا۔ مگر جلد میں نے خوراک میں اعتدال کا راستہ اختیار کیا۔ اور آج نوتے سال کا توانا مضبوط شخص ہوں۔ سر ولیم ٹپیل نے بھی عمر طویل حاصل کی۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ پہلے زمانہ کے اشخاص کی عمر درازی کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ خوراک میں اعتدال رکھتے تھے۔ زیادہ نباتی خوراکیں کھاتے تھے۔ کھلی ہوا میں رہتے تھے۔ انہیں تفکرات کم تھے

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ روزانہ کس قدر خوراک کھائی جائے۔ اس کا جواب ذرا مشکل ہے عمر۔ جنس۔ موسم۔ پیشہ۔ محنت وغیرہ کے اختلاف کی وجہ سے خوراک کی مقدار بھی مختلف ہوتی ہے۔ متوسط درجہ کے کام کرنے والے نوجوان کے لئے ذیل کی مقدار مناسب ہوگی۔

نشاستہ دار غذا (گیہوں۔ چاول)	تین پاؤ روزانہ
غذائے لحمی (گوشت)	دو چھٹانک روزانہ
سبز ترکاری۔	آدھ سیر
گھی	ایک چھٹانک روزانہ
پانی	دو سیر روزانہ

یہ یاد رہے۔ کہ اس نقشہ کے مطابق روزانہ گوشت کھانا ضروری نہیں۔ کیونکہ ۱۲ چھٹانک گیہوں میں ۱½ چھٹانک گوشت کے اجزاء موجود ہیں۔ اسی طرح تمام دالوں میں گوشت کے اجزاء کی ایک بڑی مقدار موجود ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں دہی اور چھاچھ کا روزانہ استعمال عمر دراز کے لئے خصوصاً مفید ہے۔ مشہور روسی محقق میچنی کاف نے بلغاریہ کے کسانوں کی درازی عمر کی وجہ میں تحقیق کی تھی۔ وہ نہایت عمدہ دہی اور چھاچھ کا استعمال کرتے ہیں۔ محقق موصوف لکھتے ہیں۔ کہ ہر انسان کے شکم میں طرح طرح کے کرم موجود ہوتے ہیں۔ یہ تمام کرم ایک قسم کا زہر پیدا کرتے رہتے ہیں۔ جو خون میں مل کر خرابی پیدا کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی آدمی کو بے وقوف بناتا اور بڑھاپا جلد لاتا ہے۔ دہی یا مٹھے سے یہ سب کرم مر جاتے ہیں۔ بڑھاپے میں غذا کم دینی چاہیئے۔ خصوصاً گوشت۔ دال اور روغنیات کا استعمال بہت کم کر دینا چاہیئے۔ عمر طویل میں معتدل خواب کو بھی بہت بڑا دخل ہے۔ عموماً ۸ گھنٹے کی نیند کافی ہوتی ہے۔ شب کے ابتدائی حصہ میں سونے اور صبح سویرے جاگنے کی عادت بہت مفید ہے۔ کبھی کھلی ہوا میں روزانہ سیر کرنا اور اگر ممکن ہو۔ تو ہلکی ورزش کرنا بھی عمر طویل کے لئے بہت ضروری ہے۔ دماغی محنت اعتدال کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ یہ غلط ہے۔ کہ دماغی محنت سے عمر کم ہوتی ہے۔ بلکہ بے کاری عمر کو کم کرتی ہے۔ البتہ دماغی محنت میں اعتدال سے زیادہ مصروف نہ ہوں۔

بنگال کے سابق بے تاج بادشاہ سر سریندر ناتھ بینرجی نے ۷۵ سال کی عمر میں از سر نو اخبار نویسی کی زندگی شروع کرتے وقت تحریر کیا تھا۔ کہ میں اسوقت ۷۵ سال کا ہوں۔ اور پھر بھی تندرست ہوں۔ اس کے اسباب یہ ہیں۔

(۱) میں بلاناغہ وقت مقررہ پر ورزش کرتا ہوں۔ سیر بہترین ورزش ہے۔ اور اسی کا میں عادی ہوں۔ (۲) خوراک کا خاص طور پر خیال رکھتا ہوں۔ اور وقت مقررہ پر کھاتا ہوں۔ نیز آب و ہوا کے مطابق زود ہضم خوراک کھاتا ہوں۔ (۳) اپنے آرام کا خیال رکھتا ہوں۔ رات کو جلدی سوتا اور صبح سویرے اٹھتا ہوں۔ جب امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں رولٹ بل پر بحث ہو رہی تھی۔ تو لارڈ چیمسفورڈ نے رات کو بھی اجلاس کیا۔ مگر میں نے معذرت چاہی اور شریک نہیں ہؤا۔ صبح مجھے معلوم ہؤا۔ کہ جو اراکین رات کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ انہیں ووٹ لیتے وقت جگانا پڑا۔ (۴) تمباکو اور منشیات سے پرہیز کرتا ہوں۔ (۵) سونے سے پہلے افکار و خیالات سے بالکل آزاد ہو جاتا ہوں۔ تاکہ روح و دماغ کو کامل تازگی پہنچے۔

ولایت کے تاریخی قبرستان ویسٹ منسٹر ایبے میں تھامس پار نامی ایک شخص کی قبر ہے۔ جو ۱۴۸۳ء میں پیدا ہؤا تھا۔ اور ۲۵۲ سال کی عمر پا کر ۱۶۳۵ء میں مرا۔ اس کے متعلق مشہور ہے۔ کہ جب وہ ایک سو تیس سال کا تھا۔ تو وہ اپنے کھیت میں بھی کام کیا کرتا تھا۔ اور فرصت نکال کر اجرت پر دوسروں کا کام بھی کر دیا کرتا تھا۔ اس زمانے میں اس نے دوسری شادی کی۔

موت سے چند ماہ قبل اس کو باوجود اتنی لمبی عمر کے عمدہ صحت میں دیکھ کر بادشاہ وقت چارلس اول کے سامنے پیش کیا گیا۔ چارلس نے اسکو شاہی مہمان رکھا۔ اور گوشت۔ مٹھائیاں۔ شرابیں وغیرہ شاہی کھانے کھلائے۔ اور شاہی عیش و عشرت میں ڈال دیا۔ یہ تغیر پار کی زندگی کے لئے مہلک ثابت ہؤا۔ اور وہ تھوڑے عرصہ میں راہی ملک بقا ہو گیا۔ چنانچہ ڈاکٹر ولیم ہارٹے (محقق دوران خون) کہتا ہے۔ کہ امتحان پر اس کے تمام اعضاء ایسے

تندرست معلوم ہوتے تھے۔ کہ اسکی آب وہوا اور غذا میں مذکورہ تغیر نہ ہوتا۔ تو ابھی کافی عرصہ جی سکتا تھا۔ تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ اسکی اصلی تازہ سادی روٹی۔ تازہ دودھ۔ دودھ کے دیگر مرکبات۔ تازہ سبزیاں۔ تازہ میوے خصوصًا اپنے کھیت میں اپنے ہاتھ سے اگائی ہوئی کافی مقدار میں پانی اور بہت تھوڑی مچھلی تھی۔ اور یہی اسکی درازی عمر کا راز تھا۔

دنیا کا معمر ترین انسان لی چنگ یون۔ جو اپنی عمر ۲۵۰ سال کی بتاتا ہے۔ اپنی درازی عمر کو ایک بوٹی کی طرف منسوب کرتا ہے۔ جہاں تک تحقیق کی جاسکی ہے۔ یہ بوٹی سنبل الطیب ہے۔ جو اپنے درازی عمر کے خواص کے لئے مشہور ہے۔

لی چنگ یوں ابھی تک زندہ ہے۔ اس نے چودہ بیویاں کی ہیں۔ اور اسکی گیارھویں نسل کے بچے پیدا ہو چکے ہیں۔

چارلے ڈینیو ترانوے ۹۳ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ ۶۰ سال کی عمر میں وجع المفاصل میں گرفتار ہوا۔ ہر طرح کا علاج کرنے پر بھی اسے فائدہ نہیں ہوا۔ بالآخر اس نے اپنی طرز معشیت کو بدل دیا۔ اس نے گوشت بالکل ترک کر دیا۔ اور تھوڑے دنوں میں اچھا ہوگیا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ سادہ کھانا اور گوشت شراب اور تمباکو سے پرہیز عمر کو بڑھاتا ہے۔ ڈینیو عمومًا مجلسی طعام میں شریک ہوتا تھا۔ مگر سگار وغیرہ کا استعمال نہیں کرتا تھا۔

جب فرانس کے مشہور کیمیادان شورل کی صد سالہ سالگرہ منائی گئی۔ تو اس نے درازی عمر کا راز بتایا۔ کہ میں فکر و تشویش کو پاس نہیں پھٹکنے دیتا۔ گوشت نہیں کھاتا۔ تمباکو چائے۔ شراب اور قہوہ نہیں پیتا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان وجوہ سے میں سو سال کی عمر حاصل کر سکا ہوں۔

جرمن دان ماشک نے نوے برس تک عمر حاصل کرنے کا راز تمام عادات میں اعتدال اور معتدل ورزش کو قرار دیا ہے۔

آنریبل نیل وڈ نے درازی عمر کا راز عمدہ ہاضمہ اور تشویش فکر سے رہائی کو قرار دے دیا ہے۔

سر الحاق ہولڈن نے اپنی عمر کی درازی کا سبب پھلوں کا کثیر استعمال بتایا۔ وہ نشاستہ دار چیزوں سے عمومًا پرہیز کرتا تھا۔

مسٹر جیوٹ کی رائے میں اپنے کام کو غیر معمولی ترقی دینے میں طویل عمر کا راز مضمر ہے۔

ڈاکٹر سٹیفن سمتھ نے بھی صد سالہ عمر حاصل کی۔ وہ تمباکو اور شراب سے پرہیز کرتا تھا۔ چائے اور قہوہ بہت کم استعمال کرتا تھا۔ اور آنتوں کی خرابی کی وجہ سے دودھ اور روٹی کے سوا کچھ استعمال نہیں کرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ درازئ عمر حاصل کرنا چاہو۔ تو کسی فرضی مرض کو حاصل کرو۔ اور اسکی وجہ سے پرہیز کی زندگی پر مجبور رہو جاؤ۔

ابراہیم لنکن نے لمبی عمر کے لئے حسب ذیل قواعد وضع کئے۔

(۱) تشویش و فکر میں مت مبتلا ہو۔ (۲) دن میں تین مرتبہ کھانا کھاؤ۔ (۳) روزانہ اطمینان قلب کے ساتھ دعا مانگو۔ (۴) ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آؤ۔ (۵) ہاضمہ کو باقاعدہ رکھو۔

مسٹر بنجمن وارڈ کی رائے میں جو شخص سو سال کی عمر حاصل کرنا چاہے۔ اسے تمباکو اور شراب سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ گوشت کم کھانا چاہیئے۔ رات کو کام کرنا چاہیئے۔ اور تشویش میں نہیں پڑنا چاہیئے۔

ڈکٹر ہیوگو نے اپنے مکان پر حسب ذیل عبارت تحریر کی ہوئی تھی۔

صبح چھ بجے جاگنا دس بجے صبح کا اور شام کے چھ بجے رات کا کھانا اور رات کو دس بجے سو جانا سو سال کی عمر تک پہنچاتا ہے۔

ایک مشہور طبیب کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے مرتے ہوئے عمر دراز کا نسخہ مجرب بتلایا جو اجزائے سہ گانے سے مرکب تھا۔ وہ اجزاء صفائی۔ ورزش اور پرہیز۔ دوسرے اصحاب نے بھی اس طبیب جلیل کی تائید کی ہے۔

اطمینان قلب۔ صبر و قناعت۔ پاکدامنی۔ صفائی۔ ورزش۔ جلدی سونا اور سویرے جاگنا مسرت اور خورونوش میں اعتدال ایسے امور ہیں۔ جن کو تاالعمر ملحوظ رکھنے سے عمر دراز حاصل ہو سکتی ہے۔

کمبرلینڈ کے مشہور طبیب ڈاکٹر فلیچر نے درازئ عمر کے لئے حسب ذیل ہدائتیں کی ہیں۔

(۱) شراب اور الکوہل سے پرہیز کریں۔ (۲) صرف ناک سے سانس لیں۔ تاکہ جراثیم ہلاک ہو جائیں۔ (۳) حسب مزاج پوری نیند حاصل کریں (۴) کمرہ بالکل بند نہ کریں۔ (۵) بغیر رغبت کے نہ کھائیں۔ (۶) جس غذا سے رغبت ہو۔ صرف وہی کھائیں۔ (۷) غذا چبا کر کھائیں۔ (۸) غذا نہ زیادہ کھائیں نہ کم (۹) غذا میں روغنی اجزاء کافی ہوں۔ (۱۰) دانت صاف رکھیں۔ (۱۱) روزانہ غسل کریں۔ (۱۲) عمومًا خوش رہا کریں۔ (۱۳) لباس موسم گرما میں سرد اور موسم سرما میں گرم رکھیں۔ (۱۴) تمباکو سے پرہیز رکھیں (۱۵) بے کار نہ رہیں۔ کچھ نہ کچھ شغل ضرور رکھیں (۱۶) روزانہ ورزش کیا کریں۔

ہدایات زریں

مشہور ظالم حکمران حجاج ثقفی کے زمانہ کے فاضل طبیب تیاذوق نے امراض سے بچنے اور طول عمر حاصل کرنے کے لئے حسب ذیل ہدایات مرتب کی ہیں:-

(۱) جب تک معدے میں پہلا طعام ہو۔ اس وقت تک دوسری مرتبہ مت کھاؤ (۲) اس چیز کو نہ کھاؤ۔ جس کو تمہارے دانت نہ چبا سکیں۔ کیونکہ اسے تمہارا معدہ ہضم نہیں کر سکے گا۔ (۳) کھانے کے دو ساعت بعد پانی پینا چاہیئے۔ کھانے کے ساتھ نہیں پینا چاہیئے۔ کیونکہ تمام بیماریوں کی جڑ بدہضمی ہے۔ اور بدہضمی کھانے پر پانی پینے سے ہوتی ہے (۴) دوسرے روز حمام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے جسم کے وہ فضلات خارج ہوتے ہیں۔ جن تک دواؤں کی رسائی نہیں ہو سکتی (۵) خون بڑھانے کی تدابیر کا ہمیشہ خیال رکھو۔ (۶) ہر فصل میں ایک بار قے کر دو اور ایک بار مسہل لو (۷) پیشاب کسی حالت میں مت روکو خواہ تم سوار ہی کیوں نہ ہو (۸) سونے سے پہلے رفع حاجت کر لیا کرو (۹) کثرت جماع سے پرہیز رکھو۔ کیونکہ وہ زندگی کو کم کرنے والی ہے (۱۰) بوڑھی عورتوں سے قطعًا پرہیز کرو۔ کیونکہ ان کے ساتھ مقاربت ہنگامی مرگ (دفعتًہ واقع ہونے والی موت) کا موجب ہوتی ہے۔ اس زمانے کے بادشاہ نے ان ہدایات کو آب زر سے لکھوایا۔ ان تمام بیانات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ان چند سادہ طریقوں پر عمل پیرائی سے درازئ عمر حاصل ہو سکتی ہے۔ (۱) کوشش کرو۔ کہ تشویش و اضطراب میں مبتلا نہ ہو کیونکہ افکار انسانی زندگی کے لئے زہر ہیں (۲) اپنے ہاضمہ کو خراب نہ ہونے دو۔ (۳) شراب اور تمباکو سے پوری طرح پرہیز کرو۔ (۴) چائے۔ قہوہ اور گوشت کو کم استعمال کرو (۵) روزانہ سیر اور ہلکی ورزش کرو۔ (۶) شام کو سو جاؤ۔ اور صبح جلدی بیدار ہو۔ (شیر پنجاب)

ڈاکٹر امبیدکار کی حق گوئی

یوپی کے اچھوتوں نے مسلم لیگ کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے۔ اس کے متعلق ڈاکٹر امبیدکار سے ایک اخبارنویس نے اظہار رائے کی درخواست کی۔ تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ:-

اخباری رپورٹ کے علاوہ مجھے اس واقعہ کی کوئی تفصیلی کیفیت نہیں ملی۔ لیکن جہاں تک واقعات سے اندازہ ہوتا ہے۔ اچھوتوں کا طرز عمل ناقابل اعتراض ہے۔ اگر نظر غائر سے دیکھا جائے۔ تو یہ حقیقت منظر عام پر آجائے گی۔ کہ ہندو اب تک نہ ہمارے ہوئے ہیں۔ اور نہ آئندہ کبھی ہو سکتے ہیں۔ اچھوتوں کو تو صرف اسلام کے دامن میں پناہ مل سکتی ہے۔ کیونکہ مساوات انسانی اور رفاہ عام کا علمبردار صرف اسلام ہی ہے

ڈاکٹر امبیدکر نے سکھ بننے سے انکار کر دیا

ہمعصر شیر پنجاب "ڈاکٹر امبیدکر سکھ کیوں نہیں بنے؟ کا سوال لکھ کر اس کا اس طرح جواب دیتا ہے۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر نے ۱۹۳۶ء کے خزاں میں صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا تھا۔ کہ وہ سکھ دھرم گرہن کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ لیکن تھوڑا عرصہ بعد ہی ڈاکٹر صاحب نے ولایت سے اپنی واپسی کے بعد سکھ بننے سے انکار کر دیا۔ ماسٹر تارا سنگھ پارٹی نے اس انکار کے راز کو بے نقاب کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ حالانکہ پنتھ کا لاکھوں روپیہ خرچ کر چکنے کے بعد ماسٹر پارٹی کا فرض تھا کہ وہ بمبئی میں اپنے مشن کی ناکامی کے اسباب پبلک کے سامنے رکھتے۔

اس ناکامی کی وجہ اگرچہ اب تک عامۃ الناس کو بتائی نہیں گئی۔ مگر درحقیقت ماسٹر تارا سنگھ اور ان کے ساتھیوں کی خود غرضی تھی۔ اس ناکامی کی وجہ یہ تھی۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر نے گذشتہ انتخابات میں اس پارٹی سے کچھ مالی امداد طلب کی تھی۔ مگر چونکہ انہیں خود انتخابات لڑنے تھے۔ اور یہ گوردواروں کا روپیہ بھی ان انتخابات پر بے دریغ خرچ کر رہے تھے۔ اس لئے اس کام میں ڈاکٹر صاحب کی امداد نہ کر سکے۔ ڈاکٹر امبیدکر کی انتخابات میں کامیابی کی صورت میں بمبئی کا وزیر بن جانے کی امید تھی۔ بلکہ بعض حضرات تو ان کے وزیراعظم بن جانے کے امکانات بتاتے تھے۔ اگر معمولی بیس پچیس یا پچاس ہزار سے ہم کسی اپنے آدمی کو بمبئی کا وزیراعظم یا وزیر بنا سکتے۔ یا ایک زبردست پوزیشن کا لیڈر ہی بنا دیتے۔ تو یہ سودا بہت سستا تھا۔ اور ایک سو پرچارکوں کے مسلسل سالہا سال تک کام کرنے کا وہ نتیجہ نہ نکلتا۔ جو اس حقیر سی رقم سے سکھ مذہب کے حق میں نکل سکتا تھا اگر مشن سردار سندر سنگھ مجیٹھیہ وغیرہ کے ہاتھ میں ہوتا۔ تو یقینًا ڈاکٹر امبیدکر اپنے پیروؤں سمیت کب کے سکھ بن چکے ہوتے۔ سکھوں نے ۵ لاکھ روپیہ کے مصرف سے بمبئی میں خالصہ کالج کھولا۔ لیکن وہ مدعا فوت ہو چکا ہے۔ جس کے لئے یہ کالج کھولا گیا تھا۔ ۱۷ اپریل کو ڈاکٹر امبیدکر نے ایک اخباری نمائندہ سے گفتگو کے دوران میں کہا۔ کہ ہندو ہم اچھوتوں کے نہ کبھی ہوئے ہیں۔ اور نہ آئندہ ہو سکتے ہیں۔" اچھوتوں کو تو صرف اسلام کے دامن میں پناہ مل سکتی ہے" اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر ہندوؤں بالخصوص مہاتما گاندھی سے نہیں مل سکتے۔ مہاتما گاندھی اور مسٹر راجگوپال اچاریہ نے ہی ڈاکٹر مونجے امبیدکر پیکٹ کا پیدا ہونے سے پہلے گلا گھونٹ دیا تھا۔ اور ڈاکٹر امبیدکر کی اس تجویز کو کہ اچھوت سکھ دھرم گرہن کرلیں۔ شیطانی تجویز قرار دیکر اپنی روحانیت کا ثبوت دیا تھا۔ اب اچھوتوں کے سکھ بن جانے کا خواب تو بے تعبیر ہوگیا۔ لیکن اب بھی وقت ہے۔ کہ پنتھ کے بیڑے کو منجدھار میں ڈوبنے سے بچانے کے لئے ملاح بدلے جائیں۔

خدا کے انکار کا نتیجہ اور سپین کی تباہی

تاریخ عالم گواہ ہے۔ کہ جن قوموں نے خدا کی راہ کو چھوڑ دیا۔ وہ ذلیل و رسوا ہو کے برباد ہو گئیں۔ سپین والوں نے اس آزمودہ کو پھر آزمانے کی غلطی کی۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ منکر و ملحد لوگوں نے دوسروں کے نازک ترین جذبات کو اپنے قدموں میں روند ڈالا۔ عاقبت سے بے فکر ہو کر جسے چاہا۔ جس سے ذرا اختلاف ہوا۔ یا جس پر شک گزرا مروا ڈالا۔ لوگوں کی جائیدادیں ضبط کر لیں یعنی غیر ذمہ وار لوگوں کا طوطی بولنے لگا۔ جس سے سول وار (خانہ جنگی) شروع ہو گئی۔ اور سپین کی ایک نو آبادی سے ایک جنرل اٹھ کر سپین پر حملہ آور ہو گیا۔ ہر چند حکومت نے اس جنرل فرانکو کی حمایت سے لوگوں کو باز رکھنے کے لئے سینکڑوں ہزاروں ایسے بیگناہ اشخاص کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جن پر جنرل فرانکو سے ہمدردی کا شبہ تک ہو سکتا تھا روس فرانس اور برطانیہ کی ہمدردی بھی حکومت کو حاصل تھی۔ لیکن حالات باغیوں کے اس قدر موافق ہو گئے۔ کہ روس کے سوا اب دنیا کی کوئی طاقت سپین کی خدا سے باغی حکومت کے ساتھ نہیں رہی۔ ۲/۳ سپین پر باغیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ اور ۱/۳ سے بھی کم حصہ ملک پر سپین کی حکومت باقی ہے۔ اور اس سے بچنے کی بھی کوئی امید نہیں۔ جنرل فرانکو کی فوجیں یلغاریں مارتی اور شہر پر شہر فتح کرتی بڑھی چلی جا رہی ہیں۔ اور اب تھوڑے عرصے میں ہی اعلان ہونے والا ہے۔ کہ سپین میں نابستک حکومت کا چراغ گل ہو گیا۔ روس بھی اسی راہ پر گامزن ہے۔ اور وہاں سٹالین کے ظلم و ستم کے سامنے زاروں کی حکومتوں کے افسانے ماند پڑ گئے ہیں۔ اور انجام کار روسیوں کا انجام وہی ہو گا۔ جو سپین کا ہو رہا ہے۔

شہید گنج کے متعلق مسلم لیگ کا اجلاس

۱۸ر اپریل۔ قضیہ شہید گنج پر غور کرنے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا خاص اجلاس زیر صدارت مسٹر جناح کلکتہ میں منعقد ہوا۔ مولوی ظفر علیخان آف زمیندار نے شہید گنج کے متعلق ایک تجویز بدیں مطلب پیش کی۔ کہ شہید گنج مسلمانوں کو واپس دلانے کے لئے ایک میعاد مقرر کی جائے۔ اگر سر سکندر حیات خاں اس میعاد کے اندر مسجد شہید گنج مسلمانوں کو واپس دلانے میں کامیاب نہ ہوں تو سول نافرمانی جاری کی جائے۔ سارے ہاؤس میں صرف چار ممبروں نے اس تجویز کے حق میں ہاتھ کھڑے کئے۔ باقی سب خلاف تھے۔

دوسرا ریزولیوشن جو مسلم لیگ نے باتفاق رائے پاس کیا۔ حسب ذیل ہے:۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کے ۳۰ر مارچ کے اجلاس میں پاس شدہ ریزولیوشن کی تائید کرتا ہوا آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ سپیشل اجلاس پنجاب گورنمنٹ کے اس بیان کے پیش نظر کہ شہید گنج کا باعزت سمجھوتہ کرنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کیا جائے گا۔ پنجاب گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہے۔ کہ سمجھوتہ کرانے میں اس کی پوری امداد کی جائے گی۔ یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے۔ کہ وہ پُر امن فضا پیدا کریں۔ اور اسے قائم رکھیں۔ تاکہ سمجھوتہ کرنے میں آسانی ہو۔"

جاپان کی طرف سے صلح کی پیشکش

گو گذشتہ ایام میں جاپانی سپاہ کو چین میں غلبہ حاصل ہوتا رہا۔ لیکن جاپانی حکومت پر یہ حقیقت بھی آشکارا ہو گئی۔ کہ آخر کار فتح اہل چین کی رہے گی۔ جن کے ذرائع جنگ روبترقی ہیں۔ اور فوجی نظام کی اصلاح کی جا رہی ہے۔ اسی وجہ سے جاپان کی طرف سے حکومت چین کے روبرو شرائط پیش کی گئیں۔ جن کی کیفیت یہ ہے۔ ۱۰ر جنوری سے پہلے ہفتہ میں جرمن سفیر ٹروٹمان نے جو جاپان کی طرف سے خدمات سفارت انجام دے رہا تھا۔ چینی سپہ سالار اعظم "چیانگ کائی شیک" کے روبرو صلح کے متعلق حسب ذیل شرائط پیش کی تھیں:۔ (۱) چین اخراجات جنگ ادا کرے۔ (۲) چینی حکومت اشتراکیت سے دستکش ہو جائے اور اشتراکی مشیروں کی جگہ جاپانی مشیروں سے کام لے۔ (۳) چین ریاست منچو کو تسلیم کرے (۴) چین مشترکہ ہوائی۔ اقتصادی۔ ریلوے اور دیگر کاموں میں جاپان کے ساتھ اشتراک عمل کرے

شرائط نامنظور

تازہ ترین خبر یہ ہے۔ کہ جنرل چیانگ نے یہ شرائط دوبارہ نامنظور کر دیں۔ چین کا پایہ تخت نئے مقام میں منتقل کرنے سے چینی سپاہ کی تنظیم اور اصلاح کا بہترین ذریعہ ہاتھ آ گیا ہے۔ ہوائی طاقت میں بڑا اضافہ ہوا ہے۔ اور پہلے کی نسبت چینی فوج زیادہ طاقتور بن گئی ہے۔ چینی سپہ سالار اعظم کو یقین ہے۔ کہ جاپانی حملہ آوروں کے مقابلہ میں چینی فوجوں کو کامیابی رہے گی۔ اور اسی وجہ سے اس نے جاپان کی شرائط صلح ایک بار نہیں۔ بلکہ دوبار مسترد کر دی ہیں۔

ویر بھارت۔ پرتاب۔ ملاپ اخبارات کی ضمانت

مہاشہ کرشن کے وزیر اعظم پنجاب کو یہ مشورہ دینے کی دیر ہی تھی۔ کہ انہوں نے اخبارات سے ضمانتیں طلب کرنی شروع کر دیں۔ تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی مثال ہو۔ جبکہ ایک دفتری حکومت نے کسی غیر سرکاری مشیر کے مشورہ پر اتنی تیزی سے عمل کیا ہو۔ جتنی سرعت سے پنجاب گورنمنٹ نے اخبارات سے ضمانتیں طلب کرنے اور پریسوں کی ضمانتیں ضبط کرنے میں مہاشہ کرشن کے مشورہ پر عمل کیا۔ اور اس مسئلہ کا دلچسپ پہلو یہ ہے۔ کہ سب سے پہلے خود مہاشہ کرشن کے اخبار "پرتاب" اور دیوان پرنٹنگ پریس (جس میں پرتاب چھپتا ہے) پر ہی وار ہوا۔ جس کی رو سے "پرتاب" کو ۳ ہزار کی ضمانت داخل کرنی پڑی۔ اور دیوان پرنٹنگ پریس کی جہاں دو ہزار روپے کی ضمانت ضبط ہوئی۔ وہاں پریس کے مالک سردار کرم سنگھ کو مزید تین ہزار کی ضمانت سرکاری خزانہ میں داخل کرنی پڑی۔ گورنمنٹ کا عتاب اسی پر ہی ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ "ویر بھارت" سے ۳ ہزار کی ضمانت طلب کر لی گئی۔ اور نامی پریس کی ایکہزار کی ضمانت ضبط ہوئی۔ مزید کتنی ضمانت پریس مذکور کو داخل کرنی پڑے گی۔ اس کے متعلق ابھی کچھ علم نہیں۔ تیسرا سرکردہ اخبار "ملاپ" بچا ہوا تھا۔ جس کے ہندی ایڈیشن سے ایکہزار کی ضمانت طلب کر کے گورنمنٹ نے اس کے لئے بھی اپنی برادری میں شامل ہونے کا موقعہ مہیا کر دیا ہمیں اپنے معاصرین اور مالکان پریس سے اس مصیبت میں دلی ہمدردی ہے۔

جیلوں کی اصلاح

قیدیوں کو سہولتیں

ہندوستان میں جیلوں کی اصلاح کی جسقدر ضرورت ہے۔ شاید ہی کسی دوسرے ملک میں ہو۔ یہ امر موجب مسرت ہے۔ کہ یو۔ پی گورنمنٹ نے اس مسئلہ کی طرف فوری توجہ دی ہے۔ اور ماہرین کی کمیٹی نے تحقیقات کے بعد اپنی رپورٹ بھی پیش کر دی ہے۔ اس رپورٹ میں بعض دور رس اصلاحات کی سفارش کی گئی ہے۔ جن میں سیاسی قیدیوں کو لازماً اے کلاس دیئے جانے اور۔ دوسرے قیدیوں کی حالت بہتر بنانے والی ایسی تجاویز شامل ہیں۔ جن کا ہر ایک صوبہ میں رائج کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ قید تنہائی کو قطعی طور پر منسوخ کئے جانے کی سفارش کی گئی۔ جیل میں جس قدر جرائم ہوتے ہیں۔ ان میں سے ۹۰ فی صدی کی تہ میں تمباکو کی طلب ہوتی ہے کمیٹی نے سفارش کی ہے۔ کہ قیدیوں کو تمباکو سرکاری خرچ پر مہیا کیا جانا چاہیئے۔ اور جو قیدی تمباکو نہیں چاہتے۔ انہیں گڑ ملنا چاہیئے۔

بعض قسم کی مشقت جو انسانوں کی بجائے حیوانوں سے بھی نہیں لی جانی چاہیئے۔ منسوخ کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ کولھو چلانا چرسہ کھینچنا۔ اور مُنج وغیرہ کُوٹنا منسوخ کیا جانا چاہیئے۔ اچھے قیدیوں کے لئے گانا۔ ریڈیو سننا اور گراموفون تک رکھنے کی اجازت دیئے جانے کی سفارش کی گئی ہے۔ کمیٹی نے قیدیوں کی ملاقاتوں اور خطوط کے متعلق سہولیات دیئے جانے پر خاص توجہ دی ہے۔

لاہور کے ایک اخبار نویس کو سرٹیفکیٹ

ہمعصر پارس لاہور کے ایڈیٹر صاحب نے اخبار پرتاب کے مالک کو ۱۲ر اپریل کے پارس میں مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے:۔

"مہاشہ کرشن کے غرور۔ تکبر اور گردن کشی کے تو لوگ پہلے سے ہی شاکی تھے۔ لیکن "پرتاب" کے دفتر کے لئے نئی بلڈنگ بنا کر اور اس کے متعلق ذلیل قسم کا پراپیگنڈا کر کے اس نے ثابت کر دیا۔ کہ وہ کم ظرف بھی ہے۔ اس شخص نے ایک معمولی سی عمارت کھڑی کر کے اتنا اُدھم مچایا۔ کہ لوگوں پر ظاہر ہو گیا۔ کہ برتن چھوٹا تھا۔ مگر اس میں چیز زیادہ پڑ گئی۔ اس نے اپنے اخبار میں یہ لکھا۔ اور دفتر کی افتتاحی رسم کے موقعہ پر تقریروں کے ذریعہ یہ ظاہر کیا۔ کہ لاہور تو کیا پنجاب بھر میں یہ فخر مہاشہ کرشن کو ہی حاصل ہے۔ کہ انہوں نے اپنے اخبار کے لئے اپنا دفتر تعمیر کروایا۔ حالانکہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ اخباری دنیا میں مہاشہ جی کے جنم لینے سے بھی پہلے "پیسہ اخبار" اور "اخبار عام" کی اپنی عالیشان عمارات تھیں۔ مالکان "پیسہ" اخبار اور "وطن" نے اپنے زمانہ عروج میں ایسی ایسی شاندار عمارتیں تعمیر کیں۔ کہ ویسی مہاشہ جی کو آئندہ جنموں میں بھی نصیب نہ ہوں گی۔ مہاشہ جی اور ان کے

حواریوں کو کیا معلوم کہ خود مہاشہ کرشن کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ لالہ ہرکشن لال ملک التجار جن کے قدموں میں دولت مٹی کی طرح لوٹتی تھی۔ آخر کار وہ بھی کرایہ کے مکان میں ایک ایسی موت مرے۔ جس سے متعلق کسی کو خواب میں بھی خیال نہ آسکتا تھا۔ اسی طرح کیا کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ شخص جو آج اپنی تھوڑی سی دولت پر اترا رہا ہے۔ اور دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کل لاہور ہی کے گلی کوچوں میں بھیک مانگتا دکھائی دے۔ اور کوئٹہ کے بھونچال کا وہ واقعہ لوگوں کو بھولا نہیں ہوگا۔ جبکہ ایک ریاست کے وزیر اعظم کو ایک ریلوے سٹیشن پر بھنے ہوئے چنے مانگ کر تنور شکم کو پُر کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

تم ایک اخبار کے مالک اور اوسط درجہ کے دولتمند ہوتے ہوئے بھی اس قدر غیر ہردلعزیز ہو۔ کہ لوگ تم سے بات تک کرنا پسند نہیں کرتے دنیا کو تم سے نفرت ہے۔ اور اس کا ثبوت تمہیں اس وقت مل گیا تھا۔ جب تم اسمبلی کے الیکشن کے لئے چند روزہ امیدوار بنے تھے۔ تم جہاں جاتے تھے۔ لوگ تمہارے منہ پر تھوکتے تھے۔ خود تمہاری برادری نے تم سے بیزاری کا اظہار کیا۔ جو لوگ تمہاری تعریف کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت دولت کے پجاری ہیں۔ جنہیں تمہاری ذات سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ تمہاری مکروہ اور منحوس شکل سے بیزار ہوتے ہیں۔ مگر ان کی اغراض انہیں مجبور کرتی ہیں۔ کہ وہ تمہیں اچھا کہیں۔ عام طور پر تمہیں ایک زہریلا سانپ سمجھا جاتا ہے۔ جو ڈسنے کے بعد بھی ہوش میں رہتا ہے۔

کیا تمہیں یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ لوگ تمہیں اچھے چال چلن کا آدمی نہیں سمجھتے۔ تم جب دوسروں کے پرائیویٹ کیرکٹر پر حملہ کرکے خوش ہوتے ہو۔ تو مت سمجھو۔ کہ لوگ تمہاری حقیقت سے آگاہ نہیں۔ ان سب کو معلوم ہے۔ کہ تم پر اپنے ہی ایک عزیز کی اہلیہ محترمہ کی عزت بگاڑنے کا الزام لگ چکا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہ آتا ہو۔ تو ملاپ کا وہ پرچہ اٹھا کر دیکھو۔ جس میں ایک بوڑھی عورت کی ایک طویل چٹھی شائع ہوئی تھی۔ چھوٹی عمر میں تم خود جو خرابیاں کرتے رہے ہو۔ ان کی داستانیں بھی مہاشہ خوشحال چند "آریہ گزٹ" کے کالموں میں شائع کرچکے ہیں۔ آج سے بیس پچیس سال پہلے کے تمہارے حالات جن لوگوں کو معلوم ہیں۔ وہ تمہاری اصلیت سے بخوبی واقف ہیں۔ ڈاکٹر چرنجی بھاردواج کے ساتھ تمہارے تعلقات کے مستند حالات ہی یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ تم کتنے پاجی اور ذلیل ہو!!" (دپارس)

بیوی کا الوداعی بوسہ

خاوند قید سے رہا ہوگیا

چند دن ہوئے۔ لندن کے ایک تہی کیسہ مزدور نے کسی دفتر میں ملازمت نہ مل سکنے پر دفتر کے ایک آدمی پر حملہ کر دیا۔ اس الزام پر پولیس نے اس کا چالان عدالت میں پیش کر دیا۔ جہاں مجسٹریٹ نے اسے دو ہفتے قید بامشقت کی سزا دی۔ اور باوجود ملزم کی آہ وزاری کے کہ وہ اپنی بیوی اور کمسن بچے کی بھوک کی تکلیف کو برداشت نہ کرسکا۔ اور اشتعال میں آکر ایسی کمینہ حرکت کر گزرا۔ مجسٹریٹ صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے۔ اور سزا کا حکم دے کر ہی رہے۔ خدا کی قدرت دیکھئے۔ کہ عین اسوقت جب پولیس ملزم کو جیل سپرد کرنے کی غرض سے لے جارہے تھے۔ کہ ایک خوبصورت عورت نے بڑھ کر ملزم کے گلے میں اپنے مرمریں بازو حمائل کر دیئے۔ اور بوسہ لیتے ہوئے اسے الوداع کہا۔ مجسٹریٹ اس واقعہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ عورت مذکور کو بلایا اور پوچھا۔ کہ تم کون ہو؟ عورت نے بتایا۔ کہ وہ ملزم کی بیوی ہے۔ اور کہا۔ کہ وہ بہت شریف النفس انسان ہے اس سے یہ حرکت اشتعال میں آکر سرزد ہوگئی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ آئندہ ایسا کبھی نہیں کریگا۔ اس پر مجسٹریٹ نے اپنے سابقہ فیصلے پر نظر ثانی کرتے ہوئے اسے صرف بیس شلنگ جرمانہ کر دیا۔ ملزم کی بیوی نے عدالت سے درخواست کی۔ کہ انہیں جرمانہ ۲ر شلنگ فی ہفتہ ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔ جو منظور ہوئی۔ اس واقعہ کو اخبارات نے عمدہ عمدہ عنوانوں سے شائع کیا۔ جس سے متاثر ہوکر تین مختلف اشخاص نے مجسٹریٹ کو ایک ایک پونڈ ارسال کیا ہے۔ اور لکھا کہ "ملزم مذکور کا جرمانہ لے لیا جائے" مجسٹریٹ نے جرمانہ کی رقم وضع کرکے باقی رقم ملزم کی بیوی کو ارسال کر دی ہے۔

نکاح سے قبل لڑکی کو دیکھ لینا چاہیئے

حضرت خلیفۃ المسیح اول نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہندوں میں رسم ہوا کرتی تھی۔ کہ عورت مرد جو باہم بیاہ کرنا چاہیں۔ ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔ اسکو سوئمبر کہتے تھے۔ مسلمانوں میں بھی یہ حکم تھا۔ مگر اب عملدرآمد نہیں رہا۔ ایک صحابی نکاح کرنے لگا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے پوچھا۔ کیا تم نے عورت کو دیکھ بھی لیا ہے۔ عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا۔ جاؤ دیکھ آؤ۔ جب وہ دیکھنے گیا۔ تو عورت کے بھائی باپ سخت ناراض ہوئے عورت کو جب معلوم ہوا۔ تو اس نے اول تحقیق کی۔ کہ آیا سچ مچ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ یا یہ شخص اپنی طرف سے بات بناتا ہے۔ جب پتہ لگ گیا۔ کہ ٹھیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ تو پردہ اٹھا کر باہر آگئی۔ اور اس شخص کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ کہا میں وہ عورت ہوں۔ جس کے ساتھ تو نکاح کرنا چاہتا ہے۔ یہ شادی بڑی محبت کی ہوئی۔ فرمایا۔ یہ بڑی بے انصافی ہے۔ کہ لڑکے کو دیکھ لیا جاتا ہے۔ مگر لڑکی کو نہیں دکھایا جاتا۔

ساہوکاروں کے ہتھکنڈے

ساہوکار کے لئے یہ ایک معمولی بات ہے۔ کہ وہ اپنے مقروض کسانوں اور اسامیوں سے نہ صرف سود بلکہ سود در سود وصول کرے۔ لیکن وہ اسی پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ قرضہ دیتے وقت ایک سال کا سود اصل زر سے وضع کر لیتا ہے۔ اور باقی رقم کسان کو دے کر ساری رقم کی رسید پرونوٹ یا اشٹام لکھا لیتا ہے۔ کبھی کورے کاغذ پر اس کا انگوٹھا لگوا لیتا ہے۔ اگر قرضہ لینے والا ناخواندہ ہو۔ پھر تو ساہوکار کے وارے نیارے ہیں۔ اصل زر کی رقم بھی بڑھا کر درج کرلی جاتی ہے۔ وہ مشروط بیع نامے بھی لکھوا لیتا ہے۔ تاکہ اسکی آسامی دم نہ مار سکے۔ گرہ کھلائی کے نام سے بھی نذرانہ وصول کیا جاتا ہے۔

جو کسان فصل کٹنے سے پہلے قرضہ لینا چاہتے ہیں۔ وہ وعدہ کرتے ہیں۔ کہ غلہ کی اتنی مقدار فصل پر دیدیں گے۔ اب ساہوکار غلہ کی قیمت نرخ بازار سے بہت کم لگاتا ہے۔ جو بعض اوقات اصل قیمت سے صرف نصف یا تہائی ہوتی ہے۔ اگر قرضہ کی رقم زیادہ ہو۔ تو ساہوکار کل فصل نرخ بازار سے نصف قیمت پر خرید لیتا ہے۔ جس سے اسکی شرح سود چار سو اور پانچ سو فی صدی تک جا پہنچتی ہے۔ علاوہ بریں وہ ساہوکار کا زرخرید غلام بن جاتا ہے۔ اسے چارہ دینا پڑتا ہے۔ مولی گاجر۔ گنا۔ ساگ پات۔ گڑ۔ مکھن سب چیزیں جو اسے ساہوکار کو مہیا کرنی پڑتی ہیں۔ اگر وہ بوجوہ سود یا اصل زر ادا نہ کرسکے۔ تو اسے ساہوکار کا نوکر بن کر رہنا پڑتا ہے۔ بحالت معذوری بھی۔ اپنی جگہ اسے دوسرا آدمی بطور قائم مقام کے دینا پڑتا ہے۔ عدالتوں میں چونکہ روپیہ پیسہ کے سوا بات بھی نہیں ہوتی۔ اسلئے ساہوکار اپنی دولت و مال کے بل بوتے پر مقروض زمیندار یا کسان کا خون جونک کی طرح چوس لیتا ہے۔ ساہوکار اپنی اسامیوں کے ساتھ ایک اور ہتھکنڈا کھیلتا ہے۔ یعنی وہ اصل زر کا مطالبہ ہرگز نہیں کرتا۔ بلکہ اس میں سود اور سود در سود شامل کرکے اتنی رقم بنا لیتا ہے۔ جو کسان ادا نہیں کرسکتا۔ بعد ازاں دیوانی دعوے کرکے وہ بیچارے کسان کی جائیداد تک قرق کرالیتا ہے۔ خدا ایسے ساہوکاروں سے نجات دلائے۔

اصلاح دیہات کی قابل تقلید سکیم

اصلاح دیہات یا گرام سدھار کی ایک اہم سکیم یو۔ پی کی حکومت نے تیار کی ہے۔ چنانچہ اب اس پر عملدرآمد بھی شروع ہونے والا ہے۔ اس سلسلہ میں ۱۲۱۶ آدمی ملازم رکھے گئے ہیں۔ جن کی تنخواہ بیس بیس روپے ماہوار ہے۔ علاوہ بریں انہیں پانچ پانچ روپے ماہوار سفرخرچ بھی ملا کرے گا۔ انہیں حکومت اپنے ٹریننگ کیمپوں میں تربیت دے گی۔ یو۔ پی کے ایک لاکھ دیہات میں اصلاحی کام کی نگرانی کے لئے ۸۰ ہیڈکوارٹر قائم کئے گئے ہیں۔ اس میں کام کی نگرانی کے لئے ایک ایک انسپکٹر مقرر کر دیا گیا ہے۔ دیہاتی کارکنوں کے فرائض دیہاتیوں کا قیام گھریلو صنعتوں کی حوصلہ افزائی اور ترقی لائبریریوں اور ریڈنگ روموں کا افتتاح۔ صفائی دیہات اور دیہاتی ورزشی کھیلوں کی ترقی داخل ہے۔ سکیم پر تمام روپیہ سرکاری خزانہ سے خرچ کیا جائے گا۔ کہتے ہیں۔ کہ سینکڑوں بے کار نوجوانوں کو اس سکیم کے ماتحت کام اور روزگار مل گیا ہے۔ امید ہے۔ کہ حکومت پنجاب بھی اس قابل تقلید سکیم کو اپنے ہاتھ میں لے کر ہزاروں بے کار نوجوانوں کے روزگار کا انتظام کرکے ان کی دعائیں لے گی۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ پنجاب کی اتحادی حکومت زمینداروں کی دل سے بھی خیرخواہ اور ترقی دیہات کی خواہشمند ہے۔ بھلا ایسی نیک دل حکومت کو دیہاتیوں کی اصلاح و ترقی کے کام سے کیا انکار ہوسکتا ہے

ذرا منگا کر ملاحظہ تو فرمایئے

بٹالوی کا انجام کتاب میں ایک زبردست پیشگوئی متعلق مولوی محمد حسین بٹالوی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ کس طرح پوری ہوئی ثابت کی گئی ہے۔ کہ دشمن بھی انکار نہیں کرسکتا۔ صرف ۱ر کے ٹکٹ..... ڈاک بھیجکر ایک نسخہ دفتر فاروق سے منگاکر پڑھیں۔

احمدی مشن

طالبانِ صداقت کو دعوتِ حق

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب ⁂ وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

خدا تعالےٰ کا برگزیدہ مسیح موعود بے شمار دلائل و براہین کے ساتھ دنیا میں مبعوث ہوا۔ تا نسلِ آدم کو دامِ ضلالت سے نکال کر صداقت اور راستی کے جھنڈے تلے جمع کرے۔ ہاں وہ ایسے پراگندہ زمانہ میں مبعوث ہوا۔ جو بلحاظ اخلاق و بدعادات کے دیگر زمانوں پر سبقت لے گیا تھا۔

دینِ حنیف جو کبھی بادشاہوں اور نوابوں کو راحت جاں معلوم ہوتا تھا۔ آج انہیں وبالِ جان نظر آرہا تھا۔ پیٹ پرست ملانوں اور صوفیوں نے اسلامی تعلیم کو پسِ پشت ڈال کر دلی خواہشات کی پیروی اختیار کرلی تھی۔ امت مسلمہ کا بیشتر حصہ انہیں کے نقش قدم پر چل رہا تھا۔ اسلام کا بالکل وہی نقشہ تھا۔ جس کی خبر پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج سے تقریباً چودہ ۱۴ صدیاں قبل دی تھی۔ یعنی لا یبقی من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقی من القراٰن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدٰی علماءھم شر من تحت ادیم السماء

ایسے وقت میں مسیح موعودؑ کا آنا لازمی تھا۔ تا وہ دین اسلام کو مذاہب باطلہ پر غلبہ دلائے چنانچہ وہ آیا۔ اور زبردست ہتھیاروں سمیت آیا۔ تاریکی کے فرزندوں نے اسکی مخالفت پر کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ تمسخر اور ہلاکت کی راہوں کو اختیار کیا۔ اور یہ نہ سوچا۔ کہ اسکی مخالفت ہمیں دن بدن ترقی کی بجائے تنزل میں گراتی جائیگی۔ انہوں نے اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کر دیا۔ کہ واقعی ہم قابل اصلاح اور پراگندہ خیالات اور اسلامی تعلیم سے برگشتہ ہو چکے ہیں۔ اور اسلام کے لئے مارِ آستین بن چکے ہیں۔

خدا تعالےٰ کا برگزیدہ مسیح موعودؑ چونکہ منہاج نبوت پر آیا تھا۔ اسلئے اسنے انتہائی سعی عمل میں لائی۔ تا کسی طرح تاریکی کے فرزند راہ راست پر آجائیں۔ اور خدا تعالےٰ کے سچے پرستار اور عابد بن جائیں۔ بہتوں نے اسکی آواز کو سُنا۔ اور خداوند تعالےٰ کے اطاعت گزار بندے بن گئے۔ ان کے قلوب میں ایسی پاک تبدیلی پیدا ہوئی۔ جو سوا نبیوں پہ ایمان لانے والوں کے اور کسی کے دل میں نہیں ہو سکتی۔ خدا کے مسیح نے انہیں حیات جاودانی کا ایک ایسا جام پلایا۔ جس سے قیامت تک اس پر موت نہ آئیگی۔ ان کا منزلِ مقصود کو طے کرنا کوئی مشکل مرحلہ نہیں۔ مگر جن کے دلوں میں نخوت۔ خود پسندی اور کبر کا مادہ پایا جاتا تھا۔ انہوں نے نہ صرف اس کا انکار کیا۔ بلکہ تکذیب پر بھی آمادہ ہو گئے۔ اس نے ایسے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے نہایت درد انگیز الفاظ میں فرمایا۔

"اے لوگو تم یقیناً سمجھ لو۔ کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے۔ جو اخیر تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے بددعائیں کریں۔ یہانتک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں۔ اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رُکے گا۔ جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ گے۔ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں۔ اور صادقوں کے اور"۔

پھر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو۔ اور میرے استیصال کے لئے ہر ایک قسم کی تدبیر اور مکر سوچو۔ جس قدر چاہو۔ پھر یاد رکھو۔ کہ عنقریب خدا تمہیں دکھا دیگا کہ اس کا ہاتھ غالب ہے"۔ (اربعین ۳)

پھر اسی طرح اربعین ۴ ص ۵ تا ۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"میں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں۔ کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے۔ تو خیر آپ کی مرضی لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں۔ تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے۔ کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں۔ اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں پھر اگر میں کاذب ہوں گا۔ تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ اور آپ لوگ دعائیں کرتے بھی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں۔ کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں۔ کہ زبانوں میں خم پڑ جائیں۔ اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں۔ کہ ناک گھِس جائیں۔ اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں۔ اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے۔ تب بھی وہ دعائیں سُنی نہیں جائیں گی۔ کیونکہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددعا کرے گا۔ وہ بددعا اسی پر پڑے گی"۔

پھر آگے تحریر فرماتے ہیں۔

"مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ مَیں وہ پودا نہیں ہوں۔ کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں۔ اور میرے مارنے کیلئے دعائیں کریں۔ تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل میں بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جا رہے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے۔ اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچکر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر طاقت ہے۔ تو روکو۔ وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں۔ وہ سب کرو۔ اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بددعائیں کرو۔ کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو۔ کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ مگر بدقسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں۔ ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا۔ تو اس امت پر رحم کر۔ آمین"۔

پس اے مولویو۔ سجادہ نشینوں اور دیگر مسیح موعودؑ کی تکذیب پر کمربستہ ہونے والے لوگو! تم میں سے بہتوں نے اس تجربہ کو عمل میں لا کر دیکھ لیا۔ کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ پس خدارا اب بھی ذرا ٹھنڈے دل سے مندرجہ بالا تحریرات پر غور کر کے بتاؤ۔ کہ ایسی زبردست تحدی کرنے والا انسان کبھی کاذب ہو سکتا ہے ؎

یاد وہ دن جبکہ کہتے تھے یہ سب ارکانِ دیں
مہدیٔ موعود اب تو جلد ہوگا آشکار
پھر وہ دن جب آگئے اور چودھویں آئی صدی
سب سے اول ہوگئے منکر یہی دیں کے منار

عزیزو ہم وطن بھائیو۔ آپ لوگوں کی جدائی ہمیں دن بدن متفکر بنائے جا رہی ہے۔ اور ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ محض آپ لوگوں کی ہمدردی ہی ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم بار بار آپ تک صداقت کی آواز پہنچاتے رہیں۔

جس طرح ایک ماں کا بچہ کسی غیر ممالک میں تجارت یا کسی دیگر پیشہ کے لئے گیا ہو۔ اور اس کی ماں کو اسکی ایک ایک جدائی کا دن سال کے برابر نظر آتا ہے۔ اس طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہم کو آپ لوگوں کی جدائی نہایت تلخ معلوم ہو رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے ہم پر اپنے فضل و کرم کی بارشیں برسائی ہیں۔ آپ پر بھی اپنی رحمت کی بارشیں برسائے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ آپ لوگ سچے دل سے اس کے مامور پر ایمان لے آئیں۔ دنیا چند روزہ ہے۔ کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ خدا کے خوف کو مدنظر رکھ کر اس وقت کی قدر کرو۔ کہ ایسا مبارک وقت روز بروز نہیں آتا۔

دوستو! یاد رکھو۔ صدیوں کی صدیاں گذر تی جائیں گی۔ مگر جس مسیح کی تم انتظار کر رہے ہو۔ ہرگز نہ آئے گا۔ کیونکہ جس نے آنا تھا۔ وہ آچکا۔ اور وہ حضرت میرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی ہی ہیں۔ جو عین وقت پر مبعوث ہوئے۔ پس مبارک ہیں وے لوگ جو امام وقت کو شناخت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہی لوگ نعمائے الٰہی کے وارث ہوں گے۔ ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا
(مسیح موعود)

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

(خواجہ خورشید احمدؐ مجاہد سیالکوٹی)

اطلاع

جن خریداران کے ذمہ فاروق کا چندہ واجب ہے۔ ان کے نام مئی ۳۸ء کے پہلے ہفتہ میں وی۔پی ارسال ہوں گے۔ وہ وصول کرلیں یا اطلاع دیں۔ کہ کب چندہ ارسال کریں گے۔

(مینجر فاروق)

غیر احمدی مشن

"الفقیہ" کی فقاہت

"الفقیہ" ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں ایک مضمون بعنوان "مرزا صاحب قادیانی نبی کیوں بنے" نکلا ہے۔ جس میں مضمون نویس صاحب نے "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست" کے مقولے کے ماتحت یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نعوذ باللہ نبوت وغیرہ کے دعاوی اسلئے کئے۔ تاکہ روپیہ جمع ہو۔ اور زندگی عیش سے بسر کریں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔ "ہمارے قبلہ مرزا صاحب قادیانی ہمارے سیالکوٹ میں قلیل تنخواہ کے ملازم تھے۔ مرزا صاحب اپنی اس قلیل تنخواہ سے شکم اقدس کی کونسی درخواست پوری کرتے مرزا صاحب کو ضروری معلوم ہوا۔ کہ دنیا فانی میں اتنے روپے سے کر کون غریبانہ زندگی بسر کرے۔ کوئی نیا سلسلہ جاری کرو۔۔ دنیا میں تو چند روز مزے اور عیش سے گزریں۔ چنانچہ مرزا صاحب کو مجبوراً ایک نیا ڈھونگ رچانا پڑا۔ اور پیٹ کی خاطر مختلف میدان دعاوی طے کرتے ہوئے میدانِ نبوت میں بھی آنا پڑا۔ نبی بن جانے کے بعد مرزا صاحب اب بڑے خوش ہیں۔ کیوں اسلئے۔ کہ چشم بد دور۔ اب آپ بھی روپوں پیسوں میں کھیلنے لگے۔ قورمے فرنیاں اب جناب کو بھی میسر آنے لگیں۔ ماشاء اللہ آپ پر بھی روپوں کی بارش ہونے لگی۔" صا

اسی ضمن میں معترض نے بعض حوالجات ایسے دئے ہیں۔ جو مالی فتوحات کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود ع کی امداد فرمائی۔ اور اپنے وعدے کے مطابق آپ پر اپنی عنایات اور فضل کی بارشیں فضل کے رنگ میں کیں۔ اور ان کو تحدیث نعمت کے طور پر حضور نے اپنی مختلف کتب میں ذکر کیا ہے۔

اس کے متعلق جواباً عرض ہے۔ کہ ایسا اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں۔ جو دراصل پیٹ کے بندے اور نفس کے مرید ہوتے ہیں۔ اور ان کا کام ہی دن رات شکم پُری کے لئے نئے نئے حیلے اور تنور شکم بھرنے کے لئے نئی نئی تدبیریں سوچنا ہے۔ چونکہ دن رات ان کا مشغلہ ہی یہی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ دوسروں کے متعلق بھی یہی خیال کر لیتے ہیں۔ کہ شاید ساری دنیا ہی اسی کام میں لگی ہوئی ہے۔ معترض صاحب بقول مشہور "برعکس نہند نام زنگی کافور" چونکہ سنی حنفی کہلاتے ہیں۔ اور ان حنفیوں نے حصول زر اور اپنی دنیاوی اغراض کو پورا کرنے کے لئے کیا کیا مسئلے نہیں ایجاد کئے۔ "اسقاط"۔ "قل" اور "چالیسواں" وغیرہ مسائل تو مشہور ہی ہیں۔ اور تو اور حصول زر کی خاطر انہوں نے اپنے بزرگوں کی قبروں تک سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے دریغ نہیں کیا۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ الھٰکم التکاثر حتیٰ زرتم المقابر یعنی دنیا جمع کرنے میں اتنے مدہوش ہو۔ کہ قبروں تک کی تم نے زیارت کی۔ یعنی قبروں سے دنیاوی فائدہ اٹھانے کے لئے حاضر ہوئے۔ اور قبروں کی زیارت اور ان پر چڑھاوے چڑھانے اور نذریں نیازیں دینی اور لینی اس فرقے کا ایک محبوب ترین مشغلہ ہے۔ اسلئے اگر معترض نے ایسا اعتراض کیا ہے۔ تو تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ اپنے ہی گھر کا نقشہ کھینچا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "اگر نمونہ یہود خواہی کہ ببینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند و خوگرفتہ بہ تقلید سلف و معرض از نصوص کتاب و سنت و تعمق و تشدد یا استحسان عالمے را مستند ساختہ از کلام شارع معصوم بے پرواہ شدہ باشند تماشا کن کانہم ھُم۔" (الفوز الکبیر صا)

ہاں یاد آیا۔ کہ ایسا اعتراض شاید معترض نے کسی ناراضگی کی وجہ سے لکھا ہے۔ اور وہ ناراضگی یہی ہو سکتی ہے۔ کہ وہ تو ایسے مہدی کی انتظار میں ہیں۔ جو سارے کافروں کو قتل کر کے خوب لوٹ مار جاری کرے گا۔ اور ان مولویوں کو اتنا مال دیگا۔ کہ یہ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔ مگر وہ دیتے دیتے نہیں تھکے گا۔ مگر یہاں تو دین کی خاطر قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ اور چندے دینے پڑتے ہیں۔ اسی لئے جو چندے دین کی خاطر لوگ دیتے ہیں۔ وہ ان مولویوں میں تقسیم نہیں کئے جاتے۔ وہ دین اسلام کی اشاعت میں خرچ کئے جاتے ہیں۔ دراصل یہ اعتراض ہے۔ اور یہ غصہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ ناراضگی مولوی صاحبان کی بجا ہے۔ اور یہ اعتراض کرنے میں اس لئے بھی مولوی صاحبان حق بجانب ہیں۔ کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ میری امت کے لوگ یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلیں گے۔ اور حذو النعل بالنعل اور شبراً بشبر ذراعاً بذراع کا پورا نمونہ ہوں گے۔ اور پہلوں نے جو بھی کیا۔ یا کیا ہوگا۔ وہ ویسے ہی کہیں گے۔ اور کرینگے۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ پہلوں نے خدا کے نبیوں کے متعلق کیا کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب حضرت موسیٰ تشریف لائے۔ تو فرعون نے کہا۔ کہ یرید ان یخرجکم من ارضکم بسحرہٖ (شعراء) کہ یہ چاہتا ہے۔ کہ تمہیں تمہاری زمین سے نکال دے۔ اور خود مالک بن بیٹھے۔ دوسری جگہ آتا ہے۔ کہ درباریوں نے کہا۔ قالوا ان ھٰذٰن لسٰحران یریدان ان یخرجکم من ارضکم بسحرھما (سورہ طٰہٰ) یہ دونو جادوگر ہیں۔ یہ چاہتے ہیں۔ کہ تمہیں اپنے جادو سے تمہارے علاقے سے نکال دیں۔ ایک اور جگہ آتا ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ وتکون لکما الکبریاء فی الارض (سورۃ یونس) کہ تمہارے لئے ملک کی سرداری ہو۔ یعنی تم نے یہ سب "ڈھونگ" اسلئے "رچایا" ہے۔ کہ تم ہمارے علاقے کے مالک بن جاؤ۔ اور عیش سے زندگی بسر کرو۔ بکریاں چراتے آئے ہو۔ وہاں کچھ نہیں بنا۔ تو اب یہاں ہمارے ملک چھیننے آ گئے۔ اور کفار قریش نے بھی مل کر آنحضرت صلعم کو کہا۔ کہ اگر آپ مال کے طالب ہوں تو ہم مال لا دیتے ہیں۔ کسی خوبصورت لڑکی سے شادی کرنے کے خواہاں ہوں۔ تو شادی کروا دیتے ہیں۔ اگر سرداری کی خواہش ہے۔ تو وہ بھی پوری کر دیتے ہیں۔ اور منافق بھی آنحضرت صلعم کو اموال اور صدقات کے متعلق طعنے اور الزام دیا کرتے تھے۔ فرماتا ہے۔ ومنھم من یلمزک فی الصدقات (توبہ) گویا ان کے نزدیک نبوت کا دعوےٰ انہیں اغراض دنیہ کے لئے ہوتا ہے بعینہٖ یہی حال الفقیہ کے نامہ نگار صاحب کا ہے۔ گویا "تشابہت قلوبھم" کا پورا پورا مصداق ہیں۔

ایسے معترضوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انبیاء نے رزق اور مال کے لئے دعائیں کی ہیں۔ خود حضرت ابراہیم ہی کی دعا اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاجعل افئدۃ الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات۔ یعنی حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی۔ کہ الٰہی تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر۔ اور انہیں پھل وغیرہ سے رزق عطا فرما۔ اور اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

اور یہاں یہ بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خود پیشگوئی فرمائی۔ کہ یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق۔ یعنی دور دور دراز سے لوگ آئیں گے۔ اور اسی طرح تیرے پاس رزق تحفے تحائف وغیرہ دور دراز سے لائیں گے۔ اس الہام الٰہی کے پورے ہونے پر حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ اور تحدیث نعمت کے طور پر اسکو اپنی مختلف کتابوں میں بیان فرمایا۔ چنانچہ نزول المسیح ص۱۱۸ پر فرماتے ہیں۔ "ہر ایک شخص جو میرے اس زمانہ کا واقف ہے۔ جبکہ میں اپنے والد صاحب کے زیر سایہ زندگی بسر کرتا تھا۔ وہ گواہی دے سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب مرحوم کے وقت میں۔ کوئی مجھے جانتا بھی نہیں تھا۔ ان کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے اس طور سے میری دستگیری کی۔ اور ایسا میرا متکفل ہوا۔ کہ کسی شخص کے وہم اور خیال میں بھی نہیں تھا۔ کہ ایسا ہونا ممکن ہے۔ ہر ایک پہلو سے وہ میرا ناصر اور معاون ہوا۔ مجھے صرف اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی۔ مگر اب تک اس نے کئی لاکھ آدمی کو میرے دستر خوان پر روٹی کھلائی۔ ڈاکخانہ والوں کو خود پوچھ لو۔ کہ کس قدر اس نے روپیہ بھیجا۔ میری دانست میں دس لاکھ سے کم نہیں۔ اب ایماناً کہو۔ کہ یہ معجزہ ہے۔ یا نہیں۔" پھر ص۱۲۲ پر فرماتے ہیں۔ "اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یاتیک من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق اس طرح پر بھی ہر ایک پر ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ بیس برس کے بعد ان دنوں میں پنجاب اور ہندوستان کے شہروں میں سے کوئی شہر خالی نہیں رہا۔ جس کے باشندوں میں سے کوئی نہ کوئی قادیان میں نہیں آیا۔ اور نہ کوئی ایسی طرف ہے۔ جس سے مالی مدد نہ آئی۔ اب سوچ لو۔ کہ کیا اس قدر دور دراز عرصہ کے بعد غیب کی باتیں پورا ہونا کیا بجز خدا کی وحی کے کسی اور کی کلام میں یہ طاقت ہے۔ اور اگر انسان ایسا کر سکتا ہے۔ تو نظیر کے طور پر پیش کرو۔ کہ کسی نے میری طرح گمنامی کی حیثیت میں ہو کر ظہور پیشگوئی کے دنوں سے بیس برس پہلے بذریعہ تحریر تمام دنیا میں شائع کیا۔ کہ ایک دن وہ آنے والا ہے۔ کہ میری یہ حالت گمنامی جاتی رہے گی۔ اور ہزارہا تحائف میرے پاس آئیں گے۔ اور ہزارہا لوگ دور دراز ملکوں کا سفر کر کے میرے ملنے کے لئے آئیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ ایسی نظیر پیش کرنے پر ہرگز انسان قادر نہیں۔"

پھر حضور کے دعوے کی نوعیت پر اگر غور کریں۔ تو ایک موٹی سے موٹی عقل والا انسان بھی باور نہیں کر سکتا۔ کہ آپ کا دعوے کرنا حصول زر کے لئے تھا۔ کیونکہ اگر آپ معمولی پیر بلکہ مجدد اور محدث تک ہی کا دعوے کرتے۔ تو کروڑہا انسان آپ کو فوراً مان لیتے۔ جیسے کہ آج کل کے معمولی سے معمولی درجے کے پیروں کے بھی ہزارہا مرید ہیں۔ مگر آپ کا ایسا دعوے کرنا جس میں مخالفت ہی مخالفت ہو۔ اور کامیابی کی امید بجز نصرت الٰہی کے بالکل نہ ہو؟ سو ایسے دعویٰ کو حصول زر کا ذریعہ بتانا اسی شخص کا کام ہو سکتا ہے۔ جو معمولی سی عقل کا بھی مالک نہ ہو۔ پس جبکہ معترض نے بھی یہ اقرار کر لیا ہے۔ کہ "ماشاء اللہ آپ پر روپوں کی بارش ہونے لگی" تو اسے جاننا چاہیئے۔ کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی نصرت سے ہوا۔ اور حضور کے صادق اور منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں حق کے قبول کرنے کی توفیق دے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار عبدالرحمٰن مبشر مولوی فاضل قادیان۔

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

نصرت الٰہی کے معیار سے

(از شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل مبلّغ (افریقہ)

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو * کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

اللہ تعالےٰ رب ہے۔ اور رب کے معنے ہیں پرورش کرنے والا۔ تدریجی طور پر ترقی دے کر کمالات تک پہنچانے والا۔ ترقی دنیاوی بھی ہوتی ہے۔ اور دینی بھی۔ جس طرح دنیاوی ترقی اور جسمانی پرورش کے لئے اللہ تعالےٰ نے قسم قسم کے سامان۔ عناصر اور حواس کو پیدا فرمایا۔ اسی طرح دینی اور روحانی ترقی کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان اور اسباب مہیا فرمائے ہیں۔ جن سے فائدہ اٹھا کر انسان خدا تعالےٰ کا حقیقی بندہ بن سکتا ہے۔ اور روحانیت کے بلند ترین مراتب کو حاصل کر سکتا ہے۔ اسی بناء پر ذات باری تعالےٰ رب العالمین کی صفت سے متصف ہے۔ کہ وہ محض سلسلہ جسمانیت کی ہی ربوبیت نہیں فرماتا۔ بلکہ سلسلہ روحانیت کی بھی ربوبیت فرماتا ہے۔ یعنی جس طرح وہ اپنی مخلوق کی جسمانی پرورش کرتا اور دنیاوی طور پر انہیں زندہ رکھتا ہے۔ اسی طرح اپنے بندوں کی روحانی طور پر بھی پرورش کرتا اور انہیں زندگی بخشتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو یقیناً یقیناً اللہ تعالےٰ رب العالمین نہیں ٹھیر سکتا۔ اللہ تعالےٰ کی اس صفت کا ظہور اپنے وقت پر ہوتا رہتا ہے۔ اور جب بھی اس کی مخلوق بھوکی اور پیاسی ہو جاتی ہے۔ اور بلکنے لگتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنی ربوبیت کے ماتحت انہیں سیر کرتا۔ اور انکی تشنگی کو فرو کرتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ کی اس صفت کا از سر نو روحانی طور پر ظہور ہؤا۔ جبکہ دنیا روحانی طور پر بالکل مردہ ہو چکی تھی۔ اور روحیں آسمانی پانی کے لئے بلبلا رہی تھیں۔ اور تمام دنیا کی نظریں روحانی مائدہ کے اترنے کے لئے آسمان پر لگی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے آسمانی پانی کو نازل فرمایا۔ اور روحانی مائدہ کو اتارا۔ یہ آسمانی پانی اور روحانی مائدہ نہایت زوروں کے ساتھ اترا۔ یہاں تک کہ دنیا کے ایک کونے سے لیکر دوسرے کونے تک کے رہنے والوں نے اس پانی اور مائدہ کی اس آواز کو سُنا۔ ؎

فلا تعجب بما جئنا بنور
بدت عین اذا اشتد الادام

یہ آسمانی پانی اور روحانی مائدہ کیا تھا؟ خدا تعالیٰ کا فرستادہ اور مامور تھا۔ جو مرزا غلام احمد صاحبؑ قادیانی کے نام سے موسوم ہؤا۔ اور قادیان کی مبارک بستی ہی سے نکل کر تمام سعید الفطرتوں کو سیراب کر گیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم (فداہ امی وابی) کی اس پیشگوئی کو جو آج سے چودہ سو برس قبل آپ نے فرمائی دنیا نے پورا ہوتا دیکھ لیا۔ کہ "کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم" یعنی تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا۔ جبکہ تم میں سے ایک شخص ابن مریم کی خو وصفت پر تم میں سے نازل ہوگا۔ اور وہ تمہارا امام ہوگا۔ اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا۔ کہ وہ نبی ہوگا۔ جیسا کہ مسلم کی حدیث سے واضح ہے مگر افسوس کہ اندھی دنیا نے نہ چاہا۔ کہ پیارے محمدؐ کی پیاری باتیں پوری ہوں۔ اور وہ پیشگوئیاں جو چودہ سو برس پہلے کی گئیں۔ وہ واقعہ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوں۔ مگر پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ اور سارے ہی ابوجہل اور ابولہب نہیں ہوتے بلکہ صدیق رضؓ اور فاروق رضؓ اور عثمانؓ غنی جیسے سعید الفطرت بھی ہوتے ہیں۔ جو ہر نبی اور ہر مامور کے زمانہ میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ جب حضرت مرزا صاحب نے اس بات کا دعویٰ فرمایا۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے مامور ہوں۔ تو کئی تھے۔ جنہوں نے آپ کے اس دعوے کو ٹھکرا دیا۔ اور آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ اور آپ کے دشمن بن کر اپنی سفاہت اور جہالت سے خدا کے مامور و مرسل سے ٹھٹھا کیا۔ اور ہنسی اڑائی۔ مگر یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ آسمان کے نیچے ہر اس شخص کے ساتھ جو خدا کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کے لئے آیا۔ ابولہبی فطرتوں نے یہی سلوک کیا۔ اس کے مقابل پر ایسے بھی نیک بخت ہوتے ہیں۔ جو صدیقی فطرت کے مالک ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے کئی ہیں۔ جنہوں نے آپ کے دعویٰ پر سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے خدا کی رضا کے مستحق بن گئے۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ یہ کس طرح سے معلوم ہو۔ کہ واقعہ میں حضرت مرزا صاحبؑ خدا تعالےٰ کے فرستادہ اور اسکی طرف سے اصلاح خلق کے لئے اس زمانہ میں مامور کئے گئے ہیں۔

اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اول تو حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بے نظیر مخالفت ہی اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ آپ برحق ہیں۔ کیونکہ دنیا کا کوئی فرد ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا۔ جو خدا تعالےٰ کا فرستادہ اور مامور نہ ہو۔ اور پھر اسے اس قدر ستایا اور دکھ دیا گیا ہو اتنی سخت اسکی مخالفت کی گئی ہو۔ یہ بات صرف اور صرف انبیاء اور خدا تعالےٰ کے برگزیدہ ماموروں میں ہی نظر آئیگی۔ علاوہ ازیں حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کے لئے اور بھی بہت سے شواہد ہیں۔ جو آپ کی صداقت کے زندہ گواہ ہیں۔ اور کئی قرآن کریم کے پیش کردہ معیار ہیں۔ جن پر آپ بالکل کھرے ثابت ہوتے ہیں۔ اسجگہ صرف ایک معیار کی رو سے حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کرنا مقصود ہے۔

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد (سورۃ المؤمن ۶۴) ترجمہ:۔ ہم ضرور بالضرور اپنے رسولوں اور مومنوں کی اس دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں۔ اور آخرت میں بھی۔ یہ ایک فیصلہ کن معیار ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے انبیاء اور رسولوں کی صداقت کو معلوم کرنے کے لئے قرآن کریم میں بیان فرمایا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ قرآن خدا کا کلام اور برحق ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا تخلّف نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ایسے قوانین اور اصولوں کا مجموعہ ہے۔ جو کسی سے نہیں ٹوٹ سکتے۔ اور نہ ہی ان میں کوئی نقص پیدا ہو سکتا ہے۔ پس اس معیار کی رو سے اگر حضرت مرزا صاحبؑ صادق ٹھہریں۔ تو ایک صادق دل اور انصاف پسند کا فرض ہے۔ کہ وہ آپ کے دعاوی پر سرِ تسلیم خم کرے۔ کیونکہ ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

اور اگر حضرت مرزا صاحبؑ اس معیار کی رو سے صادق نہ ٹھہریں۔ تو بے شک آپ کے دعاوی کی بنیاد افتراء پر ٹھیرائی جا سکتی ہے۔

نصرت الٰہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ نصرت الٰہی کیا چیز ہے۔ "اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ (النصر) یعنی اس مذہب میں لوگوں کا بکثرت داخل ہونا الٰہی نصرت کا ثبوت ہے۔ اور بخاری شریف میں لکھا ہے۔ "یوضع لہ القبول فی الارض" یعنی اسے زمین میں قبولیت دی جاتی ہے۔ اور اسی طرح ہرقل والی مشہور حدیث کا یہ فقرہ "ذکرت انھم یزیدون وکذلک امر الایمان حتی یتم" یعنی اے ابوسفیان تو نے ذکر کیا ہے۔ کہ اس نبی کے ماننے والے بڑھتے ہیں۔ ایمان کا یہی حال ہوتا ہے یہاں تک کہ مکمل ہو جائے۔ یہ بھی نصرت الٰہی کی ہی تفسیر اور تشریح ہے۔

اب دنیا دیکھ سکتی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اکیلے اٹھے۔ آپ کے پاس اتنے سامان نہ تھے۔ کہ جن کے ذریعہ سے آپ تمام دنیا کو چھوڑ اپنے علاقہ کو ہی پوری طرح تبلیغ کر سکتے۔ اور پھر اس کے ساتھ مخالفت کا طوفان بدتمیزی لوگوں کو آپ کی طرف متوجہ ہونے سے مانع تھا۔ اور جو لوگ آپکے حالات معلوم کرنے کے لئے آپ تک پہنچنے کی کوشش بھی کرتے۔ انہیں رستہ سے ہی واپس کر دیا جاتا۔ اور مزید براں رشتہ داروں اور عم زادوں کا مخالفت کرنا۔ غرضیکہ یہ تمام اسباب اس قسم کے تھے۔ جو ایک دنیاوی بندے کو مات کرنے کے لئے کافی سے زیادہ تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان تمام مخالفتوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور آپ کی نصرت فرمائی۔ اور آپ کو دن دونی اور رات چوگنی کامیابی عطا فرمائی۔ اور آپ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچایا۔ دشمنوں کو ناکام رکھا۔ ان کے منصوبوں کو ملیامیٹ کر دیا۔ اور آپ کے ماننے والوں اور آپ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے والوں کی روز بروز زیادتی ہوگئی۔ سچ ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

اگر آپ جھوٹے ہوتے۔ تو قانون الٰہی کے مطابق آپ گرفتار کئے جاتے اور ہلاک ہو جاتے۔ آپ کبھی فلاح کا منہ تک نہ دیکھتے۔ لیکن چونکہ آپ سچے راستباز اور اپنے دعاوی میں برحق تھے۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے آپکی نصرت فرمائی۔ آپ کو کامیابی دی۔ اور دشمنوں پر آپ کو غلبہ عطا فرمایا۔ اور فرما رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کو جو حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے ہی دن فرمایا۔ کہ "دنیا میں ایک نبی آیا۔ مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔" پورا فرمایا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ واقعہ میں یہ وہ ہستی نہیں۔ جو انسانوں کی کوششوں اور سازشوں سے مٹ سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کا لگایا ہؤا پودا ہے۔ جو بڑھا۔ پھولا اور پھلا۔ اور لاکھوں کے لئے راحت کا باعث بن گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس نصرت کا نظارہ ہر اہل بصیرت مشاہدہ کر سکتا ہے۔ کہ فرد واحد سے نکل کر یہ سلسلہ لاکھوں تک پہنچ گیا۔ کیا یہ آپ کی صداقت کا زبردست نشان نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے۔ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس نصرت کا یوں نقشہ کھینچا ہے ؎

میں تھا غریب و بے کس و گمنام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہؤا
ایک مرجع خاص و عام یہی قادیاں ہؤا

پس مبارک ہیں وہ جو آپکے دعاوی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ اور آپ کو خدا تعالیٰ کا فرستادہ مان کر آپکے حلقہ اطاعت میں داخل ہوکر اپنی روحانی پرورش اور ترقی کے سامان کرتے ہیں۔ اور مبارک ہیں وہ جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ علامات اور نشانات کو آپ میں پاتے ہوئے آپ پر ایمان لاتے ہیں اور ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کے مطابق خدا تعالیٰ کے محبوب بن کر اسکی رضوان کے حاصل کرنے والے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انصاف پسندوں کو غور کرنے اور سوچنے والوں کو شناخت کرنے کی توفیق دے۔ تاوہ اسکے مرسل اور مامور کے بتلائے ہوئے طریق پر گامزن ہوکر اپنے مقصد حقیقی کو پالیں۔ آمین

مستورات کا کالم

بچوں کی اصلاح و عادات میں ماں باپ کا حصہ

جو ماں باپ خود جاہل اور فرائض اخلاق سے بے پروا ہیں۔ ان کی اولاد کا بگڑنا تو ظاہر ہی ہے۔ کیونکہ جب بچے رات دن ماں باپ کے طور و طریق کے بُرے نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ تو اسی کی اقتدا کریں گے۔ جو ماں باپ خود مہذب اور شائستہ اطوار ہونے کے باوجود اپنے بچوں کو تہذیب اور سلیقہ اور دینداری و نیکوکاری کی پابندی پر ڈالنا قبل از وقت اور خلاف شفقت سمجھتے ہیں۔ وہ بھی سخت غلطی کرتے ہیں۔ اور دنیا و آخرت میں اپنی اس تقصیر کی بازپرس سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ لڑکا تارک الصلوٰۃ ہے۔ تو ماں باپ کو پروا نہیں۔ تاش۔ گنجفہ۔ چوسر۔ شطرنج کھیلتا ہے۔ تو ان کو خیال نہیں۔ پتنگ بازی۔ کبوتر بازی کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ تو ان کی بلا سے۔ بری صحبتوں میں بیٹھتا ہے۔ بد کلامی سیکھتا ہے۔ بری وضع اختیار کرتا ہے۔ تو ان کے پیزار کے یاد نہیں جب کہا جاتا ہے۔ کہ بڑے میاں صاحبزادہ کو ان باتوں سے بچنے کی ہدایت کیوں نہیں کرتے تو اتنا کہہ کر منہ پھیر لیتے ہیں۔ کہ اجی ابھی بچہ ہے۔ سمجھنے سمجھانے ہدایت پانے کے لئے بہتیری عمر پڑی ہے۔ بڑا ہو کر خود سمجھ جائے گا۔

ان عقلمندوں کو اتنی تمیز نہیں۔ کہ سمجھنے سمجھانے کا وقت بچپن میں ہوتا ہے۔ یا بڑی عمر میں۔ بچے کی طبیعت بچپن میں ایک سادہ تختی کی مثل ہے۔ آج جو بھلے بُرے نقوش اس پر منقش ہوں گے۔ وہ عمر بھر قائم رہیں گے۔ بچے کے اخلاق کا بگڑنا یا سنورنا سب سے زیادہ آس پاس کے نمونوں پر موقوف ہے۔ ایک تو بچوں میں نقل اور ریس کی عادت ہوتی ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کو جس روش پر دیکھتے ہیں وہی اختیار کرتے ہیں۔ دوسرے ماں باپ کی نصیحت و ہدایت بچوں پر جب ہی اثر کر سکتی ہے۔ کہ وہ خود بھی اس پر عمل کرتے ہوں۔ جب ماں باپ خود لڑنے جھگڑنے کے عادی ہوں۔ بدزبانی گالی گلوچ ان کا شیوہ ہو۔ اور وہ جھوٹ بولنے چوری کرنے کے خوگر ہوں۔ لیکن اپنے بچوں سے کہیں۔ کہ حلم و تحمل کرنا سیکھو۔ خوش کلامی اختیار کرو۔ راستگوئی اور دیانتداری کو فرض سمجھو۔ تو ان کی یہ نصیحتیں نقش برآب ثابت ہوں گی۔ (ماخوذ)

تفریحی کالم

لاہور میں بجلی۔ بھاپ۔ پانی سے مریضوں کا علاج

ہمعصر شیر پنجاب نے "ٹرخاؤ پالیٹکس" کی ذیلی سرخی سے مندرجہ ذیل اشتہار "ارگڑا" والے صفحہ پر فائدہ عام کیلئے شائع کیا ہے۔ جو ناظرین فاروق کی تفنن طبع کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

لاہور میں دو چار کارخانے صحت کے جاری ہیں۔ جن میں بجلی۔ بھاپ۔ پانی کے ذریعہ تمام امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ لیکن معالج حضرات میں سے غالباً کوئی ڈاکٹر نہیں اور اگر ہے۔ تو پنڈت ودیارتن پاراشر کے کارخانہ ڈاکٹر سازی جیسے کالجوں کا تعلیمیافتہ۔ جو خود ڈاکٹر نہیں۔ لیکن ان کے بنائے ہوئے ہومیوپیتھک ڈاکٹر صوبہ بھر میں ٹڈی دل کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ قصہ کوتاہ ان کارخانہ جات صحت یا پانی بجلی بھاپ کے ہسپتالوں میں سے ایک کے چیف میڈیکل افسر کا بیان ہے۔ کہ خواہ چوتھے درجہ کے تپدق کا مریض ہو۔ خواہ دمہ کا۔ خواہ آتشک کا خواہ سوزاک کا خواہ ذیابیطس کا خواہ سرطان کا جو مریض بھی ہمارے ہاں آتا ہے۔ ہم اسے شرطیہ صحت کا یقین دلاتے ہیں۔ اور صحتیابی کیلئے عرصہ بھی پندرہ دن سے زیادہ نہیں بتاتے۔ ورنہ مریض کے مایوس ہو جانے اور ہمارے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ڈھائی روپیہ سے پانچ روپیہ حسب حیثیت مریض سے معاوضہ طے پاتا ہے۔ فیس وصول کر کے ہم مریض کو پانی کے ایک ٹب میں بٹھا کر ایک کھدر کا تولیہ دیدیتے ہیں۔ کہ اسے اپنے پیڑو پر نصف گھنٹہ تک ملے جاؤ۔ دوسرے تیسرے دن ہم اسے ایک کرسی پر بٹھا کر بجلی کی گرمی دیتے ہیں۔ جس سے مریض کو پسینہ آجاتا ہے۔ اور بعض اوقات ایک بنچ پر لٹا کر نیچے گرم پانی کے ابلتے ہوئے برتن رکھ دیتے ہیں۔ اس پانی کی بھاپ سے بھی مریض کو پسینہ آتا ہے۔ بس پندرہ دن میں ہمارے فی مریض پندرہ آنے خرچ ہوتے ہیں۔ اور اجرت چالیس سے پچھتر روپیہ۔ بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ وصول کر لیتے ہیں۔ پندرہ دن کے بعد مریض کہتا ہے۔ کہ مجھے آرام نہیں ہوا۔ تو ہم مفت مشورہ دیتے ہیں۔ کہ پندرہ دن اور علاج کراؤ۔ ابھی مادہ فاسد آپ کے جسم سے پوری طرح نہیں نکل سکا۔ اگر ہمارا داؤ چل گیا۔ تو چالیس پچاس روپے اور مل گئے۔ ورنہ خیر ہم کو جو مل گیا۔ اسی پر قناعت کر لیتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا۔ کہ راضی بھی کوئی ہو جاتا ہے؟

جواب۔ ہاں راضی بھی بعض لوگ ہو جاتے ہیں۔ پندرہ دن کے غسل سے صحت یاب وہی ہوتے ہیں۔ جو بیمار نہ ہوں یا جن کی بیماری خود بخود جاتی رہنے والی ہو۔ مثلاً ملیریا۔ زکام۔ سردرد وغیرہ۔

سوال۔ تو پھر آپ کے جال میں دوسری بار تو کوئی مریض نہ پھنستا ہوگا؟

جواب۔ ایک ہی شکار کے بار بار پھنسنے کی کیا ضرورت ہے۔ دنیا بیوقوفوں سے بھری پڑی ہے۔ دو روتے جاتے ہیں۔ کہ ہم لوٹ لئے گئے۔ مفت میں ٹھگ لے گئے۔ اور دو اور آجاتے ہیں۔ ہماری دال روٹی چلتی ہی جاتی ہے۔

طبی کالم

صحت کے لئے سبز ترکاریاں

ہندوستان میں عام طور پر بطور غذا سبز ترکاریاں بہت کھائی جاتی ہیں۔ سبزیوں کا استعمال زندگی وصحت کے واسطے نہ صرف مفید ہے۔ بلکہ بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارے جسم کو نمک کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اکثر سبز ترکاریوں میں قدرتی طور پر نمک ہوتا ہے۔ اکثر بیماریاں سبزی کے کھانے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ بالعموم سبزیوں میں اجزائے لحمیہ۔ اجزائے نشاستہ۔ اجزائے روغنی۔ معدنی نمکیات۔ حیاتین اور پانی پایا جاتا ہے۔ سبزیوں کے نمکیات سے خون معتدل اور صاف رہتا ہے۔ دموی و جلدی امراض نہیں ہوتے۔ قبض کی شکایت بھی نہیں ہوتی ہے۔ ٹماٹر۔ گاجر۔ مولی۔ آلو۔ شلجم۔ گوبھی۔ بتھوا۔ پالک۔ کدو۔ اور مٹر وغیرہ عمدہ سبزیاں ہیں۔ ان کا استعمال مفید صحت ہے۔ عام طور پر سبزیوں کو پانی میں زیادہ جوش دے کر پکاتے ہیں۔ اس طریقے سے ان کے مفید اجزاء ضائع ہو جاتے ہیں۔ سبزیوں کو صرف اتنے پانی میں جوش دینا چاہیئے۔ جو اسی میں جذب ہو جائے۔ اور سبزیوں میں سوڈا بھی شامل نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے حیاتین ج فنا ہو جاتی ہیں۔

ٹماٹر۔ سبز ترکاریوں میں ٹماٹر سب سے زیادہ مفید وصحت پرور ترکاری ہے۔ صحت کی بقاء اور جسم کی پرورش میں یہ بہت بڑا حصہ دار ہے۔ اس میں حیاتین الف۔ ب۔ ج بہت زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔ اور معدنی نمکیات بھی پائے جاتے ہیں۔ شہروں میں تو ٹماٹر کا استعمال روز بروز ترقی پر ہے۔ مگر قصبات و دیہات میں ابھی اس کا عام رواج نہیں ہوا ہے۔ بلکہ بعض اشخاص اس کو بھی دیسی بینگن کی طرح باعث نقصان سمجھتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ٹماٹر اس قدر مفید صحت اور ارزاں چیز ہے۔ کہ کوئی ترکاری اس کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جا سکتی ہے۔ ٹماٹر کا رس بچوں کی پرورش اور افزائش اور دانتوں کی حفاظت کرتا ہے۔ عورتوں میں اس کے کھانے سے دودھ کی پیدائش خوب ہوتی ہے۔ اور شیرخوار بچوں کو ایسی ماؤں کا دودھ طاقتور و تندرست رکھتا ہے۔ ٹماٹر کا استعمال مرض کے مقابلہ کرنے کی قوت میں اضافہ کرتا اور بدن کو فربہ و توانا بناتا ہے۔ ٹماٹر کچا کھانا بھی مفید ہے۔ چنانچہ مغربی ممالک میں ٹماٹر کا رس بطور ناشتہ بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ (ماخوذ)

سوال۔ کیا آپ نے فاروق کے لئے کوئی خریدار دیا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں دیا۔ تو ضرور دیں۔

فتاویٰ احمدیہ

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قبر پکی بنانا

ایک شخص کا سوال پیش ہوا۔ کہ میرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ میں اسکی قبر پکی بناؤں یا نہ بناؤں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر نمود اور دکھلاوے کے واسطے پکی قبریں اور نقش و نگار اور گنبد بنائے جاویں۔ تو یہ حرام ہے۔ لیکن اگر خشک مُلّا کی طرح یہ کہا جاوے۔ کہ ہر حالت اور ہر مقام میں کچی ہی اینٹ لگائی جاوے۔ تو یہ بھی حرام ہے انما الاعمال بالنیات۔ عمل نیت پر موقوف ہے۔ ہمارے نزدیک بعض وجوہ میں پکی کرانا درست ہے۔ مثلاً بعض جگہ سیلاب آتا ہے۔ بعض جگہ قبر میں سے میت کو کتے اور بجو وغیرہ نکال لے جاتے ہیں۔ مردے کے لئے یہی ایک عزت ہوتی ہے۔ اگر ایسی وجوہ پیش آجائیں۔ تو اس حد تک نمود اور نشان نہ ہو۔ بلکہ صدمہ سے بچانے کے لئے قبر کا پکا کرنا جائز ہے۔ اللہ اور رسول نے مومن کی لاش کے لئے بھی عزت رکھی ہے۔ ورنہ عزت ضروری نہیں۔ تو غسل دینے۔ کفن دینے خوشبو لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ مجوسیوں کی طرح جانوروں کے آگے پھینک دو۔ مومن اپنے لئے ذلت میں رہنا نہیں چاہتا۔ حفاظت ضروری ہے۔ جہانتک نیت صحیح ہے۔ خدا تعالے مواخذہ نہیں کرتا۔ دیکھو مصلحت الٰہی نے بھی چاہا۔ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پختہ گنبد ہو۔ اور کئی بزرگوں کے مقبرے پختہ ہیں۔ مثلاً نظام الدین فرید الدین۔ قطب الدین۔ معین الدین رحمۃ اللہ علیہم یہ سب صلحاء تھے۔ الحکم ۱۷ر اپریل سنہ ۱۹۰۱ء صہ ۱۲

اُجرت پر امام صلوٰۃ ٹھیرانا

ایک مخلص اور معزز خادم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام عرض کی۔ کہ حضور میرے والد صاحب نے ایک مسجد بنائی تھی۔ وہاں جو امام ہے۔ اسکو وہ کچھ معاوضہ دیتے تھے۔ اس غرض سے کہ مسجد آباد رہے۔ وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں میں نے اسکا معاوضہ بدستور رکھا ہے۔ اب کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا احمدی ہو یا غیر احمدی۔ جو روپیہ کے لئے نماز پڑھتا ہے۔ اسکی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ نماز تو خدا کے لئے ہے۔ اگر وہ چلا جائے گا۔ تو خدا تعالے ایسے آدمی بھیج دیگا۔ جو محض خدا کے لئے نماز پڑھیں۔ اور مسجد کو آباد کریں۔ ایسا امام جو محض لالچ کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے۔ میرے نزدیک خواہ وہ کوئی ہو۔ احمدی ہو یا غیر احمدی۔ اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ امام اتقی ہونا چاہیئے۔ الحکم ۱۰ر نومبر سنہ ۱۹۰۵ء ص ۶۔

چیدہ خبریں

استنبول۔ ۲۰ر اپریل اطلاع مظہر ہے کہ ترکی کے صوبہ اناطولیہ میں زلزلہ سے ہولناک تباہی رونما ہوئی۔ نقصانات کی تفاصیل ابھی تک معلوم نہیں ہوئیں۔ تاہم معلوم ہوتا ہے۔ کہ خوفناک جھٹکوں نے تمام علاقہ تہ و بالا کر دیا ہے جس سے بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ ساحلی علاقہ زیادہ تباہ ہوا ہے۔ پندرہ دیہات بالکل ناپید ہو گئے ہیں۔ ۲۵۰ اشخاص ہلاک ہو گئے۔ اور زخمیوں کا کوئی شمار ہی نہیں۔

بمبئی ۲۰ر اپریل۔ کل بندرگاہ بمبئی کے سات کانگرسیوں کو اس الزام کے ماتحت گرفتار کیا گیا۔ کہ وہ لوئنگ پر پکٹنگ کر رہے تھے۔

برلن۔ ۲۰ر اپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ آرچ ڈیوک آٹو کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے گئے ہیں۔ آرچ ڈیوک آسٹریا کے تخت کا دعویدار رہ چکا ہے۔ اور آج کل بلجیم میں مقیم ہے۔ جہاں سے گرفتار کر کے اسے برلن لایا جائیگا۔ اس کے خلاف غداری کا الزام ہے۔

پٹنہ۔ ۲۰ر اپریل۔ حکومت ہند کے مجوزہ لاء ممبر سر منمتھ مکرجی چلتی ٹرین میں لوٹ لئے گئے۔ واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں۔ کہ سر منمتھ اپنی اہلیہ کے ساتھ کلکتہ سے پٹنہ کی طرف فرسٹ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ اسنسول پہنچنے کے بعد وہ دونوں سو گئے۔ صبح جب بیدار ہوئے تو دونوں کے سر چکرا رہے تھے۔ ذرا آرام محسوس کرنے کے بعد جب انہوں نے اپنی چیزوں کا جائزہ لیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ چار سو روپیہ نقد ایک طلائی گھڑی اور دیگر ایک دو اشیاء گم ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چوری کی واردات سے قبل دونوں کو کلوروفارم سے بے ہوش کر دیا گیا۔

ٹوکیو۔ ۲۰ر اپریل۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جاپانیوں نے چین کے صوبہ شنٹنگ پر جو دوبارہ حملہ کیا ہے۔ وہ کامیاب رہا ہے۔ اور جاپانیوں نے لنگھائی پر قبضہ کر لیا ہے۔

لنڈن۔ ۲۰ر اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت برطانیہ نے جہازوں کی تعمیر کا ایک پروگرام مرتب کر لیا ہے۔ مزدوروں کی مجالس کو لکھا گیا ہے۔ کہ کارخانوں میں جہاز سرعت سے بنائے جائیں۔ ممکن ہے۔ کارخانوں میں مزدوروں کی تعداد دگنی کرنی پڑے۔ تاکہ دن رات کام ہو سکے۔

بنوں۔ ۲۰ر اپریل۔ یہاں سے کچھ فاصلہ پر ریلوے لائن کے پاس ایک دیسی ساخت کا بم پایا گیا۔ جس کے پھٹنے سے ایک دیہاتی ہلاک ہو گیا۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ایک دیہاتی گھاس کاٹ رہا تھا۔ کہ اسکی درانتی کی ٹھوکر سے ایک مدفون بم پھٹ گیا۔ جس سے وہ اسی وقت ہلاک ہو گیا۔

کراچی۔ ۲۰ر اپریل۔ آج کرنسی آفس میں ڈاکہ کی ایک واردات عمل میں آئی۔ واقعات یہ ہیں۔ کہ ایک خوش پوش آدمی ایک پارسی کی توجہ دوسری طرف ہٹا کر اس کے دس دس روپے والے ۳۷ نوٹ لے کر فرار ہو گیا۔ پارسی حیران رہ گیا۔ اور ڈاکو آناً فاناً غائب ہو گیا۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

لاہور۔ ۲۰ر اپریل۔ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کا آئندہ اجلاس ۲۰ر جون ۳۸ء کو شملہ میں منعقد ہو گا۔ اس اجلاس میں چند مطالبات زر کے علاوہ اسمبلی کی کارروائی کے متعلق قواعد پیش ہوں گے۔ نیز ایک بل پیش کیا جائیگا۔ جس کا منشاء یہ ہو گا۔ کہ کسی قرضہ کے سلسلہ میں کوئی زمین یا جائیداد جو ایکٹ انتقال اراضی کی رو سے قرق نہیں ہو سکتی۔ اس پر ریسیور نہ مقرر کیا جائے۔ تاکہ ایکٹ مذکورہ کے منشاء کی خلاف ورزی نہ ہو سکے۔

لنڈن۔ ۲۰ر اپریل "سنڈے ٹائمز" کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ موجودہ آثار و قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۹۴۰ء میں جب فیڈریشن کا نفاذ عمل میں آئے گا۔ تو اس موقعہ پر ملک معظم بھی دربار تاجپوشی منعقد کرنے کے لئے ہندوستان تشریف لائیں گے۔

پٹنہ۔ ۲۰ر اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت بہار نے کانگرس کے سہ رنگے جھنڈے کو ہندوستان کا قومی جھنڈا قرار دے لیا ہے۔ اور صوبہ کی سرکاری عمارتوں پر اس کے لہرانے کی اجازت دے دی ہے۔

شملہ ۲۳ر اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت ہند نے اس اصل کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ آئندہ کسی افسر کو اس صوبہ کا گورنر مقرر نہیں کیا جائے گا۔ جہاں وہ آئی۔ سی۔ ایس افسر کی حیثیت سے کام کر چکا ہو۔ یا کرتا ہو۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ اوڑیسہ کے مجوزہ گورنر مسٹر ڈین انگلستان سے واپس نہیں آئیں گے۔ اور کسی دوسرے شخص کو اڑیسہ کا عارضی گورنر مقرر کیا جائیگا۔

نئی دہلی۔ ۲۳ر اپریل۔ کل چہلم کے موقعہ پر نئی دہلی میں شیعوں اور پولیس میں تصادم ہو گیا۔ جس کی وجہ سے سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سٹی مجسٹریٹ اور دو کانسٹیبل زخمی ہوئے۔ اس کے علاوہ دو درجن کے قریب اشخاص مجروح ہوئے۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ اہل جلوس کی یہ خواہش تھی۔ کہ پولیس جلوس کی گزرگاہ سے ہٹ کر دو رویہ کھڑی ہو جائے۔ لیکن پولیس نے انکار کر دیا۔ اس پر اہل جلوس بیٹھ گئے۔ اور پولیس پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ جس کی وجہ سے مجمع کو خلاف قانون قرار دے کر لاٹھی چارج کے ذریعہ منتشر کر دیا گیا۔

لکھنؤ۔ ۲۳ر اپریل۔ لکھنؤ میں بھی چہلم کے موقع پر شیعہ وسنی فساد ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں ۹ اشخاص ہلاک اور بہت سے زخمی ہوئے۔ ڈپٹی کمشنر نے پندرہ دن کے لئے کرفیو آرڈر جاری کر دیا ہے۔ جس کی رو سے ۷½ بجے شام کے ۵½ بجے صبح تک باہر نکلنا ممنوع ہے۔ مختلف اضلاع سے پولیس منگائی گئی ہے۔ خطرناک مقامات پر مسلح پولیس اور مجسٹریٹ مقرر کر دیئے گئے ہیں مشتبہ لوگوں کی گرفتاری بسرعت جاری ہے۔

بمبئی۔ ۲۳ر اپریل۔ بمبئی کے فسادات کے از سر نو شروع ہو جانے سے پھر صورت حالات مکدر ہو گئی ہے۔ کل کے فسادات میں ایک آدمی ہلاک اور سات مجروح ہوئے۔ لوگوں پر دہشت طاری ہے۔ گذشتہ رات ۲۹۸ مزید اشخاص کی گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ فسادات کے آغاز سے لے کر اس وقت تک گرفتار شدگان کی تعداد ۱۹۵۰ تک پہنچ چکی ہے۔ مخدوش علاقوں میں پولیس میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ فساد کے آغاز سے اس وقت تک ۱۱ اشخاص ہلاک اور ۹۶ مجروح ہو چکے ہیں۔ آخری اطلاع ہے۔ کہ آج بمبئی میں امن رہا۔

لاہور۔ ۲۳ر اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ احرار کے خفیہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ سول نافرمانی کی تحریک کو بند کر دیا جائے۔ لیکن ابھی تک اس فیصلہ کا باقاعدہ طور پر اعلان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ابھی احراریوں کا ایک وفد مولوی مظہر علی سے جو شاہپور جیل میں چھ ماہ کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اس بارے میں ملاقات کرے گا۔

بمبئی۔ ۲۳ر اپریل۔ بمبئی میں جعلی سکوں کی ایک ٹکسال کا انکشاف ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں پولیس نے دو ہندوؤں کو گرفتار کیا ہے۔ جن سے تلاشی لینے پر بہت سے جعلی سکے اور جعلی سکوں کا سامان دستیاب ہوا۔

ناگپور۔ ۲۳ر اپریل معلوم ہوا ہے۔ جیلوں کے نظم و نسق میں اصلاحات کے نفاذ کی خوشی میں سی۔ پی کی وزارت نے تمام قیدیوں کو قید میں دو دو ماہ تخفیف کی رعایت دی ہے اس حکم کے مطابق سی۔ پی کے مختلف جیلوں سے ۶۵۳ قیدی رہا کئے گئے ہیں۔

کلکتہ ۲۳ر اپریل۔ آسام سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں طوفان باد سے املاک کو سخت نقصان پہنچا۔ بہت سے مکانات تباہ ہو گئے۔ بڑے بڑے درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ ہزاروں آدمی بے خانماں ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ ایک لاکھ روپے کے قریب بیان کیا جاتا ہے۔

برلن۔ ۲۳ر اپریل۔ ایک جرمن اخبار لکھتا ہے۔ کہ جرمنی نے ہیپسبرگ خاندان کی بیس لاکھ پونڈ کی جائیداد ضبط کر لی۔ کیونکہ آرچ ڈیوک آٹو نے ایک فرانسیسی اخبار کے نمائندے کو آسٹریا کے معاملہ میں ایک غدارانہ بیان برائے اشاعت دیا تھا۔

مدراس۔ ۲۳ر اپریل۔ مدراس اسمبلی میں ایک نئی سیاسی پارٹی بنائی گئی ہے۔ اس پارٹی کے منتظمین کا بیان ہے۔ کہ انہیں کانگرس پارٹی کے ہاتھوں اپنے مذہبی اداروں کی تباہی کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا انہوں نے ان لوگوں سے جو اپنے مذہبی اداروں اور روایات کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ التماس کی ہے۔ وہ باہمی اختلافات کو مٹا کر اس پارٹی میں شامل ہو جائیں۔

استنبول۔ ۲۱ر اپریل۔ مرکزی اطالویہ میں اوپر جس قیامت خیز زلزلہ کی اطلاع دی گئی تھی۔ اس کے متعلق مزید تفصیلات مظہر ہیں۔ کہ ۸۰۰ اشخاص ہلاک ہو گئے ہیں۔ یا اگر ہلاک نہیں ہوئے۔ تو مفقود الخبر ہیں۔ متاثرہ اضلاع سے آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس حادثہ سے جس کی ٹرکی کی گذشتہ تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ وسیع رقبہ جات بالکل تباہ ہو گئے ہیں۔ ۱۸ دیہات کا نام و نشان مٹ گیا ہے۔ اور ۲۲ اور کامل طور پر تباہ ہو گئے ہیں۔ اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ ۵۰ ہزار اشخاص بے خانماں ہو گئے ہیں۔ بہت سے لوگ کھلے میدانوں میں جہاں بڑے بڑے گہرے گڑھے پڑ گئے ہیں۔ اور ان میں کبھی کبھی ابلتا ہوا پانی اچھلتا ہے۔ کیمپوں کے اندر پناہ گزیں ہیں۔ بعض اطلاعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ خاندانوں کے خاندان ملبہ کے ڈھیروں کے نیچے مدفون ہو گئے ہیں۔

لاہور۔ ۲۱ر اپریل۔ آج شام ڈاکٹر سر محمد اقبال کی

(باقی دیکھو صفحہ ۱۶ کالم ۳)

وصیتیں

۴۸۴۲ع۔ منکہ امۃ اللہ بیگم زوجہ چودھری عبدالمومن خاں صاحب قوم راجپوت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کاٹھ گڑھ ڈاکخانہ خاص تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷ ۷/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے:۔ زیورات طلائی ونقرئی بہ تفصیل ذیل ہیں:۔

(۱) کانٹے طلائی وزنی دو تولہ۔ ڈنڈیاں ۴ عدد طلائی وزنی یک تولہ۔ پھول وکلپ طلائی یک تولہ۔ پہنچیاں طلائی دو تولہ۔ آرسی طلائی۔ ۱½ تولہ جھبکہ طلائی یک تولہ۔ نتھ اور بلاک طلائی دو تولہ ٹکہ طلائی یک تولہ۔ ہار طلائی چھ ماشہ۔ ان تمام طلائی زیورات کی اندازاً قیمت -/-/۵۵۴ روپے ہے۔

(۲) پازیب نقرئی۔ چھاجھر نقرئی نقرئی بانکاں نقرئی چھلے چھوٹے چھوٹے نقرئی۔ پری بند نقرئی۔ کنگنیاں نقرئی۔ بازو بند نقرئی ڈر النقرئی۔ ان تمام نقرئی زیورات کی قیمت اندازاً -/-/۵۰ روپے ہے۔

(۳) ان زیورات کے علاوہ مبلغ -/-/۱۰۰۰ روپیہ مہر ہے۔ جو مجھے اپنے خاوند سے واجب الوصول ہے۔ میں مندرجہ الصدر ہر سہ قسم کی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات پر اس جائیداد کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اسکی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔ لہذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کر دی ہے۔

العبد:۔ امۃ اللہ بیگم اہلیہ چودھری عبدالمومن خاں ناصر آباد اسٹیٹ۔ گواہ شد:۔ مرزا اعظم بیگ ناصر آباد اسٹیٹ۔ گواہ شد:۔ چودھری عبدالمومن خاں خاوند موصیہ ناصر آباد اسٹیٹ۔

۴۹۵۰ع۔ منکہ نور الٰہی بیگم زوجہ چودھری سعدالدین صاحب قوم گوجر عمر ۱۸½ سال پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱ ۱۰/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری ماہوار آمد کوئی نہیں۔ میری جائیداد حسب ذیل زیور طلائی وزن ۱۶½ تولہ قیمت -/-/۵۶۱ روپے کا ہے۔ علاوہ ازیں -/-/۳۶۰ روپے حق مہر بذمہ شوہر خود ہے۔ میں اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس وصیت کا عملدرآمد میری وفات پر ہوگا۔

اس جائیداد کے علاوہ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد:۔ نور الٰہی بیگم زوجہ چودھری سعدالدین۔ گواہ شد:۔ سعدالدین احمدی اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز گوجر خاں۔ گواہ شد:۔ محمد خاں سکرٹری مال انجمن احمدیہ کھاریاں۔

۴۹۰۵ع۔ منکہ امۃ الرحمٰن زوجہ مولوی علی قاسم انصر قوم راجپوت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۱/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرا مہر جو ابھی تک وصول نہیں ہوا۔ مبلغ -/-/۱۰۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں۔ جس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) میرے پاس اس وقت اندازاً دوسو پندرہ روپے کے زیورات ہیں۔ ہار -/-/۱۱۰ روپے کا دو عدد کلپ جن کی قیمت تیس روپے کے قریب ہے۔ انگوٹھیاں دو عدد قیمتاً پندرہ روپے۔ کانوں کے بندے دو جوڑے جن کی قیمت تخمیناً ساٹھ روپے ہے۔ ان تمام زیورات کے دسویں حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اسکی مالک ہوگی۔

(۳) میری وفات کے بعد جو جائیداد ثابت ہوگی۔ ان تمام کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ صدر انجمن میری وفات کے بعد ان تمام وصیت کردہ جائیداد کی مالک ہوگی۔

(۴) اس وقت میرا کوئی مستقل جیب خرچ یا اور کوئی آمدنی نہیں۔ ایسی آمدنی کی صورت میں انشاء اللہ اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جس کو انشاء اللہ میں ادا کرتی رہوں گی۔

العبد:۔ امۃ الرحمٰن بقلم خود۔ گواہ شد:۔ علی قاسم انصر خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ عبدالمغنی ناظر دعوت وتبلیغ۔

۵۰۱۵ع۔ منکہ سیدہ بیگم بنت میر محمد اسحٰق صاحب قوم سید عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ بتاریخ ۱ ۴/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اس وقت جائیداد پانصد روپیہ کی ہے۔ یہ جائیداد زمین کی صورت میں ہے۔ جو مجھے میری والدہ صاحبہ نے اپنی مملوکہ میں سے حصہ کی ہے۔ یہ زمین موضع سراؤں تحصیل شہرام ضلع آرہ ملک بہار میں ہے۔ میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد میری اس زمین اور جو بھی بوقت وفات میری جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ اور جائیداد کے علاوہ جو میری آمد ہوگی۔ اس کے دسویں حصہ کی بھی ادائیگی کا میں اقرار کرتی ہوں۔

العبد:۔ سیدہ بیگم۔ گواہ شد:۔ سید محمد اسحٰق والد موصیہ۔ گواہ شد:۔ ام داؤد والدہ موصیہ۔

۵۰۲۶ع۔ منکہ رحیم بی بی زوجہ چودھری محمد اسماعیل صاحب اور سیر قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۲۷ ۱۲/۲۰ ساکن ونجواں ڈاکخانہ بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری موجودہ جائیداد جس کی تشریح درج ذیل ہے۔ مبلغ -/-/۳۵۰ روپے کی ہے۔ اس جائیداد کا یا جس قدر بھی میری زندگی میں میری اور جائیداد بڑھ جائے۔ ۱/۵ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بحساب ماہوار اقساط داخل کروں گی۔ نیز میرے مرنے پر جس قدر جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

تشریح جائیداد موجودہ

(۱) مہر مبلغ دوسو روپیہ خاوند سے وصول کر لیا ہوا ہے۔

(۲) انام طلائی۔ ڈنڈیاں طلائی۔ کانٹے طلائی وزنی ۵ تولہ بحساب فروخت زیور مبلغ -/۳۰ روپے فی تولہ -/-/۱۵۰ روپے

کل موجودہ جائیداد مبلغ -/-/۳۵۰ روپے۔

العبد:۔ رحیم بی بی زوجہ محمد اسماعیل اور سیر نہر نشان انگوٹھا۔ بقلم خود محمد اسماعیل اور سیر نہر ونجواں۔ گواہ شد:۔ فقیر محمد امیر جماعت ونجواں نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ مولاداد سکرٹری مال ونجواں نشان انگوٹھا۔

بقیہ خبریں صفحہ ۱۵

نعش سپرد خاک کی گئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۶۱ سال کی تھی۔ وہ گذشتہ چند ہفتوں سے صاحب فراش تھے۔ گو انہیں ضیق النفس کی دیر سے شکایت تھی۔ لیکن عرصہ تین ماہ سے اس مرض نے زیادہ شدت اختیار کر لی تھی۔ اور بالآخر یہی ان کی وفات کا موجب ہوئی۔ آج ۵ بجے شام ان کی اقامت گاہ واقعہ میو روڈ سے جنازہ اٹھایا گیا۔ جنازہ کے جلوس میں ہائیکورٹ کے جج سرکاری افسر اور دیگر بہت سے لوگ شامل تھے۔ بادشاہی مسجد میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور مسجد کے باہر انہیں دفن کیا گیا۔ لاہور کے سرکاری دفاتر۔ سکول اور کالج ان کے اعزاز کے طور پر بند رہے۔

الہ آباد۔ ۱۲ر اپریل معلوم ہوا ہے۔ کہ حال میں گاندھی جی نے وائسرائے سے جو ملاقات کی تھی اس میں اڑلیسہ کی قائم مقام گورنرشپ کے قضیہ کے حل کے لئے سر تیج بہادر سپرو کا نام بطور گورنر پیش کیا تھا۔ اس کے وائسرائے کی سر تیج بہادر سپرو سے ملاقات بھی اسی وجہ سے عمل میں آئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ عنقریب اس بارے میں اعلان کیا جائے گا۔

امرتسر۔ ۱۲ر اپریل۔ امرتسر میں ہیضہ کی وبا پھیل رہی ہے۔ اس وقت تک شہر میں ۹ اموات ہو چکی ہیں۔

نئی دہلی۔ ۱۲ر اپریل۔ سوشلسٹ لیڈر مسماۃ ستیا دیوی کو آج گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے خلاف الزام یہ ہے۔ کہ انہوں نے دہلی کے قریب ایک دیہاتی کانفرنس میں باغیانہ تقریر کی تھی۔

فوٹو گرافر نے منہ کالا کر دیا

گیا سے ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مسٹر باچا سنگھ میونسپل کمشنر کے استغاثہ پر رائے صاحب نگندر پرشاد ایس۔ ڈی۔ او گیا نے ایک عجیب نوعیت کے مقدمہ کا فیصلہ کیا ہے۔

مستغیث نے شکایت کی کہ وزیر اعظم بہار وزیر خزانہ اور ایڈووکیٹ جنرل کی آمد پر ایک آرٹسٹ نے بار لائبریری میں ایک گروپ فوٹو اتارا تھا۔ جس میں میرے چہرہ کو دانستہ طور پر سیاہ کر دیا گیا۔ سب ڈویژنل افسر نے فیصلہ کیا۔ کہ فوٹو گرافر ۳۰ روپیہ جرمانہ اور ½ روپیہ خرچہ ادا کرے۔ جرمانہ کی رقم میں سے ۲۵ روپیہ ہرجانہ کے طور پر مستغیث کو دیا جائیگا۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)